مقام اشاعت: جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی

رسالہ جس میں بعد نماز عید ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت تینتیس ۳۳ حدیثوں اور پانچ ۵ آیتوں سے بوجہ احسن ہے

از افادات

حامی سنت ماحی بدعت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمّٰی بہ

سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلاۃ العید

جو

جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی نے اپنے صرف سے چھپایا
اور شائع کیا

اور باہتمام
مولوی محمد حسنین رضا خاں صاحب
حسنی پریس واقع محلہ سوداگران میں چھپا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاویٰ کی جلد ثانی میں یہ امر تحریر فرمایا ہے کہ بعد دوگانہ عیدین یا بعد خطبہ عیدین دعا مانگنا حضور سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کسی طرح ثابت نہیں اب وہابیہ نے اس پر بڑا غل شور کیا ہے دعائے مذکور کو ناجائز کہتے اور مسلمانوں کو اُس سے منع کرتے اور تحریر مذکور سے اسناد لاتے ہیں کہ مولوی عبدالحی صاحب فتوے دے گئے ہیں ان کی ممانعتوں نے یہاں تک اثر ڈالا کہ لوگوں نے بعد فرائض پنجگانہ بھی دعا چھوڑ دی اس بارے میں حق کیا ہے بینوا توجروا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ الذی جاءنا العید وجعلہ مقربا لکل بعید وامرنا بالدعاء فی الیوم السعید ووعدنا بالاجابۃ فی الکلام الحمید والصلاۃ والسلام علی من وجہہ عید ولقاؤہ عید ومولدہ عید واٰی عید وعلی اٰلہ الکرام وصحبہ العظام ما دعا اللہ فی العید عید سعید وتعانق للنور والسرور غداۃ العید واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ من یوم ابدا الی یوم یعید اٰمین اٰمین یا عزیز یا مجید ؕ

الجواب

اللھم ہدایۃ الحق والصواب نماز عیدین کے بعد دعا حضرات عالیہ تابعین عظام و مجتہدین اعلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت قال الفقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی

الحنفی القادری البرکاتی البریلوی غفر الله له وحقق امله انبانا المولی عبد الرحمن
السراج المکی مفتی بلد الله الحرام ببیته عند باب الصفا لثمان بقین من ذی الحجة سنة
١٢٩٥
خمس وتسعین بعد الالف والمائتین فی سائر مروياته الحدیثیة والفقهیة
وغیر ذلك عن حجة زمانه جمال بن عبد الله بن عمر المکی عن الشیخ الاجل عابد السندی
عن عمه محمد حسین الانصاری اجازلی به الشیخ عبد الخالق بن علی المزجاجی قرأته علی الشیخ
محمد بن علاء الدین المزجاجی عن احمد النخلی عن محمد البابلی عن سالم السنهوری عن النجم
الغیطی عن الحافظ زکریا الانصاری عن الحافظ ابن حجر العسقلانی انا به ابو عبد الله الحریری
انا قوام الدین الاتقانی انا البرهان احمد بن سعد بن محمد البخاری والحسام السغناقی
قالا انبأنا حافظ الدین محمد بن محمد بن نصر البخاری هو حافظ الدین الکبیر انبأنا الامام
محمد بن عبد الستار الکردری انبأنا عمر بن عبد الکریم الورسکی انا عبد الرحمن بن
محمد الکرمانی انا ابوبکر محمد بن الحسین بن محمد هو الامام فخر القضاة الارشابندی انا
عبد الله الزرنتی انا ابو زید الدبوسی انا ابو جعفر الاستروشنی ح وانبأنا عالیا
باربع درج شیخی وبرکتی وولی نعمتی ومولای وسیدی وذخری وسندی لیومی
وغدی سیدنا الامام الهمام العارف الاجل العالم الاکمل السید آل
الرسول الاحمدی المارهری رضی الله تعالی عنه وارضاه وجعل الفردوس متقلبه ومثواه
لخمس خلت من جمادی الاولی سنة ١٢٩٤ اربع وتسعین ببلدة المطهرة بمارهرة
المنورة فی سائر ما یجوز له روایته عن استاذه الشاه عبد العزیز المحدث الدهلوی
عن ابیه عن الشیخ تاج الدین القلعی مفتی الحنفیة عن الشیخ حسن العجیمی عن الشیخ
خیر الدین الرملی عن الشیخ محمد بن سراج الدین الحانوتی عن احمد بن الشلبی عن
ابرهیم الکرکی یعنی صاحب کتاب الفیض عن امین الدین یحیی بن محمد العقرانی
عن الشیخ محمد بن محمد البخاری الحنفی یعنی سیدی محمد پارسا صاحب فصل الخطاب

انظر الی لطافة هذا السند الجلیل ورجاله ثمانیة فان رجاله کلهم من سیدنا الشیخ آل الرسول الی الحسن الامام الاعظم جمیعا من اجلة ائمتنا الحنفیة رضی الله عنهم ...

[12] عن الشیخ حافظ الدین محمد بن محمد بن علی البخاری الطاہری [13] عن الامام صدر الشریعۃ
یعنی شارح الوقایۃ [14] عن جدہ تاج الشریعۃ [15] عن والدہ صدر الشریعۃ [16] عن والدہ
جمال الدین المحبوبی [17] عن محمد بن ابی بکر البخاری عرف بامام زادہ [18] عن شمس الائمۃ
الزرنجری [19] عن شمس الائمۃ الحلوانی کلاھما [20] عن الامام الاجل ابی علی النسفی امام الحلوانی
فقال عن ابی علی وکذلک عنعن الی نہایۃ الاسناد واما الاستروشنی فقال انا ابو علی
الحسین بن خضر النسفی [21] انا ابو بکر محمد بن الفضل البخاری ھو الامام الشہیر
بالفضلی [22] انا ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی یعنی الاستاذ السند موسی
[23] انا عبد اللہ محمد بن ابی حفص الکبیر [24] انا ابی انا محمد بن الحسن الشیبانی اخبرنا
ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم قال کانت الصلاۃ فی العیدین قبل الخطبۃ
ثم یقف الامام علی راحلتہ بعد الصلاۃ فیدعو ویصلی بغیر اذان ولا اقامۃ

یعنی سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں مجھے امام اعظم امام الائمہ ابو حنیفہ
رضی اللہ تعالٰی عنہ نے امام اجل حماد بن ابی سلیمٰن رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے خبر دی کہ
امام المجتہدین امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا نماز عیدین خطبہ سے پہلے
ہوتی تھی پھر امام اپنے راحلہ پر وقوف کرکے نماز کے بعد دعا مانگتا اور نماز بے اذان
واقامت ہوتی یہ امام ابراہیم نخعی قدس سرہ خود اجلۂ تابعین سے ہیں تو یہ طریقہ
کہ انھوں نے روایت فرمایا لااقل اکابر تابعین کا معمول تھا تو نماز عیدین کے بعد دعا
مانگنا ائمہ تابعین کی سنت ہوا اور یہ ظاہر کہ راحلہ پر وقوف وعدم وقوف سنت
دعا کی نفی نہیں کرسکتا کما لایخفٰی پھر ہمارے امام مجتہد سیدنا امام محمد اعلی اللہ درجاتہ فی
دار الابد نے کتاب الآثار شریف میں اس حدیث کو روایت فرماکر مقرر رکھا اور ان کی
عادت کریمہ ہے جو اثر اپنے خلاف مذہب ہوتا ہے اس پر تقریر نہیں فرماتے تو
حنفیہ اہل عقیدہ کا معمول و وہابیہ اہل تثلیث قرون دونوں کے حق میں جواب

مسئلہ اسیقدر بس ہے مگر فقیر غفرلہ المولی القدیر ایضاح مرام و اتمام کلام کے لیے اس مسئلہ میں مقال کو دو عید پر منقسم کرتا ہے عید اول میں قرآن و حدیث سے اس دعا کی اجازت اور رد ادعاے مانعین کی غلطی و شناعت عید دوم فتوائے مولوی لکھنوی سے استناد پر کلام اور اوہام مانعین کا ازالہ تام و العیون من اللہ ولی الانعام العید الاول علی فضل اللہ المعول ظاہر ہے کہ شرع مطہر سے اس دعا کی کہیں ممانعت نہیں اور جس امر سے شرع نے منع نہ فرمایا ہرگز ممنوع نہیں ہو سکتا جو ادعائے منع کرے اثبات ممانعت اُس کے ذمہ ہے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ کبھی عہدہ برآ نہ ہو سکے گا بقاعدہ مناظرہ ہمیں اسیقدر کہنا کافی اور اسانید سائل کا مزہ دیجیے تو جہ کچھ قرآن و حدیث سے قلب فقیر پر فائض ہوا گوش ہوش استماع کیجے۔ **فاقول** وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق **اولاً** قال المولی سبحنہ وتعالی فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۝ جب تو فراغت پائے تو مشقت کر اور اپنے رب کی طرف راغب ہو اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں اصح الاقوال قول حضرت امام مجاہد تلمیذ رشید سلطان المفسرین حبر الامۃ عالم القرآن حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہم ہے کہ فراغ سے مراد نماز سے فارغ ہونا اور نصب دعا میں جد و جہد کرنا ہے یعنی باری عز و جل حکم فرماتا ہے جب تو نماز پڑھ چکے تو اچھی طرح دعا میں مشغول ہو اور اپنے رب کے حضور الحاح و زاری کر۔ تفسیر شریف جلالین میں ہے فاذا فرغت من الصلاۃ فانصب اتعب فی الدعاء والی ربک فارغب تضرع جب تو نماز سے فارغ ہو تو دعا میں تعب و مشقت کر اور اپنے رب کے سامنے تضرع و زاری بجا لا۔ خطبۂ جلالین میں ہے ھذا تکملۃ تفسیر الامام جلال الدین المحلی علی نمطہ من الاعتماد علی ارجح الاقوال وترک التطویل بذکر اقوال غیر مرضیۃ اھ ملخصا علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں ھو الصحیح فقد اقتصر علیہ الجلال وقد التزم الاقتصار علی اصح

ارجح الاقوال اور پر ظاہر کہ آیہ کریمہ مطلق ہے اور باطلاق خود نماز فرض و واجب و نفل سب کو شامل تو بلاشبہہ نماز عیدین بھی اس پاک مبارک حکم میں داخل یونہیں احادیث سے بھی ادبار صلوات کا مطلقاً محل دعا ہونا مستفاد ولہذا علما بشہادت حدیث نماز مطلق کے بعد دعا مانگنے کو آداب سے گنتے ہیں امام شمس الدین محمد ابن الجزری حصن حصین اور مولانا علی قاری اس کی شرح حرز ثمین میں فرماتے ہیں والصلوٰۃ ای ذات الرکوع والسجود والمراد ان یقع الدعاء المطلوب بعدھا یعنی آداب سے ہے کہ مطلب کی دعا بعد نماز ذات رکوع و سجود واقع ہو) پھر فرمایا عہ حب مس ای رواہ الاربعۃ وابن حبان والحاکم کلھم من حدیث الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ یعنی یہ ادب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اس حدیث سے ثابت ہے جسے ابوداود و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا **اقول** یونہیں یہ حدیث ابن السنی و بیہقی کے یہاں مروی اور صحیح ابن خزیمہ میں بھی مذکور امام ترمذی نے اس کی تحسین کی۔ ظاہر ہے کہ نماز ذات رکوع و سجود و نماز جنازہ کے سوا ہر نماز فرض و واجب و نافلہ کو شامل جن میں نماز عیدین بھی داخل۔

ثم اقول وباللہ التوفیق اصل یہ ہے کہ اعمال صالحہ وجہ رضائے مولٰی جل و علا ہوتے ہیں اور رضائے مولٰی تبارک وتعالٰی موجب اجابت دعا اور اس کا محل عمل صالح سے فراغ پاکر کما قال تعالٰی فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ولہذا حدیث میں آیا
حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا الم تر الی العمال یعملون فاذا حدیث ۱
فرغوا من اعمالھم وفوا اجورھم کیا تو نے نہ دیکھا کہ مزدور کام کرتے ہیں جب اپنے عمل سے فارغ ہوتے ہیں اسی وقت پوری مزدوری پاتے ہیں رواہ البیہقی
عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فی حدیث طویل دوسری حدیث میں ہے حدیث ۲

العامل انما یوفی اجرہ اذا قضے عملہ عامل کو اُسی وقت اجر کامل دیا جاتا ہے جب
عمل تمام کرلیتا ہے رواہ احمد والبزار والبیھقی وابو الشیخ فی الثواب عن ابی
ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث تو سائل کے لیے بیشک بہت بڑا موقع دعا ہے
کہ مولیٰ کی خدمت و طاعت کے بعد اپنی حاجات عرض کرے ولہذا وارد ہوا کہ ہر
ختم قرآن پر ایک دعا مقبول ہے بیہقی وخطیب وابونعیم وابن عساکر انس رضی اللہ
عنہ سے راوی حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مع کل ختمۃ
دعوۃ مستجابۃ ہر ختم کے ساتھ ایک دعا مستجاب ہے۔ طبرانی معجم کبیر میں عرباض بن
ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں
من ختم القرآن فلہ دعوۃ مستجابۃ جو قرآن ختم کرے اُسکے لیے ایک دعا مقبول ہے
اسی لیے روزہ دار کے حق میں ارشاد ہوا کہ افطار کے وقت اُس کی ایک دعا رد نہیں
ہوتی امام مسند احمد و ترمذی بافادہ تحسین جامع اور ابن ماجہ و حبان و خزیمہ اپنی
صحاح اور بزار مسند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لا ترد دعوتھم الصائم حین یفطر
الحدیث تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک اُن میں روزہ دار جب افطار کرے
ابن ماجہ و حاکم حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی
حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان للصائم عند فطرہ
لدعوۃ ما ترد بیشک روزہ دار کے لیے وقت افطار بالیقین ایک دعا ہے کہ رد
نہ ہوگی امام حکیم ترمذی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
راوی حضور پرنور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لکل عبد صائم
دعوۃ مستجابۃ عند افطارہ اعطیھا فی الدنیا او ادخرت لہ فی الآخرۃ
ہر روزہ دار بندے کے لیے افطار کے وقت ایک دعا مقبول ہے خواہ دُنیا میں

دیدی جائے یا آخرت میں اُس کے لیے ذخیرہ رکھی جائے وفی الباب احادیث
اُخر اور بالیقین یہ فضیلت روزہ فرض وواجب ونفل سب کو عام کہ نصوص میں
قید وخصوص نہیں ولہذا امام عبد العظیم منذری نے حدیث پیشین کو الترغیب فی الصوم
مطلقا میں ایراد فرمایا اور علامہ مناوی نے تیسیر شرح جامع صغیر میں زیر حدیث
باب مروی عقیلی وبیہقی عن ابی ہریرۃ عن النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم لعبد لفظ
دعوۃ الصائم کے ولو نفلا تحریر کیا تو بلاشبہ نماز بھی کہ افضل اعمال واعظم ارکان
اسلام اور روزے سے زائد موجب رضائے ذی الجلال والاکرام ہے یونہیں اپنے
عموم واطلاق پر رہے گی اور بعد فراغ محلیت دعا صرف فرائض سے خاص نہوگی
اور کیونکر خاص ہو حالانکہ خود حضور پُر نور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے
ہر دو رکعت نفل کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے کا حکم دیا اور فرمایا جو ایسا نہ کرے
اُس کی نماز ناقص ہے ترمذی ونسائی وابن خزیمہ حضرت فضل ابن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما اور احمد وابوداؤد وابن ماجہ حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ
تعالےٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الصلاۃ
مثنی مثنی تشہد فی کل رکعتین وتخشع وتضرع وتمسکن وتقنع یدیك یقول
ترفعهما الی ربك مستقبلا ببطونهما وجهك وتقول یارب یارب من لم یفعل
ذلك فهی كذا وكذا یعنی نماز نفل دو رکعت ہے ہر دو رکعت پر التحیات
اور خضوع وزاری وتذلیل پھر بعد سلام دونوں ہاتھ اپنے رب کی طرف اُٹھا اور
ہتھیلیاں چہرے کے مقابل رکھ یہ عرض کر اے میرے رب اے رب میرے جو ایسا
نہ کرے تو وہ نماز چنیں وچناں یعنی ناقص ہے مطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت
میں صراحۃً آیا فمن لم یفعل ذلك فهو خداج جو ایسا نہ کرے اُس کی نماز میں
نقصان ہے) علامہ طاہر تکملہ مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں قیل تقنع یدیك

وھو عطف علی محذوف ای اذا فرغت منہا فسلم ثم ارفع یدیك سائلاً فوضع الخبر موضع الامر تیسیر میں ہے ای اذا فرغت منہا فسلم ثم ادفع یدیك فوضع الخبر موضع المطلب الخ لاجرم جبکہ حصن حصین میں اس حدیث ابی امامہ رضی اللہ تعالے عنہ کی طرف برمز ترمذی و نسائی نے اشارہ کیا کہ قلنا یا رسول اللہ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الاخر ودبر الصلوات المکتوبات (ہم نے عرض کی یارسول اللہ کونسی دعا زیادہ سُنی جاتی ہے فرمایا رات کے نصف اخیر میں اور فرض نمازوں کے بعد) مولنا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے اُس کی شرح میں لکھا دبر الصلوات المکتوبات ای عقیب الصلوات المفروضات والتقیید بہا لکونہا افضل الحالات فہی ارجی لاجابۃ الدعوات دبر الصلوات المکتوبات کے یہ معنے کہ فرض نمازوں کے بعد اور اُن کی تخصیص اس لیے فرمائی کہ وہ سب حالتوں سے افضل ہیں تو اُن میں امید اجابت زیادہ ہے دیکھو صاف تصریح ہے کہ نماز کے بعد محلیت دعا کچھ فرضوں ہی سے خاص نہیں بلکہ اُن میں بوجہ افضلیت زیادہ خصوصیت ہے اور سائلین نے خود یہی پوچھا تھا کہ سب میں زیادہ کونسی دعا مقبول ہے لہذا اُن کی تقیید فرمائی گئی۔ بالجملہ جب تخصیص فرائض باطل ہوچکی تو اخراج واجبات پر کوئی دلیل نہیں بلکہ اُن پر دلائل مطلقہ کے سوا حدیث ناظر بسبیل اولویت ناطق کہ جب ادبار نوافل تک محل دعا و مظنہ اجابت ہیں تو واجبات کہ اُن سے اعلیٰ و اعظم اندر رضائے الٰہی میں اور فرائض ہیں کیونکر اس فضل سے خارج ہوں گے ھل ھذا الا ترجیح المرجوح ثم اقول بلکہ واقع و نفس الامر کو لحاظ کیجے تو فریضہ و نافلہ کے لیے ثبوت خاص لعینہ واجبات کیلیے ثبوت خاص ہے گو واجب حقیقۃً کوئی تیسری چیز نہیں لکہ انھیں دو طرفوں سے ایک میں ہے جیسے شبہ فی الثبوت نے مجتہد کے نزدیک ایک امر متوسط کر دیا

صاحب شرع صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کے حضور روایۃً ودرایۃً ظنون وشبہات کو باً
نہیں اگر اُس کے نزدیک شے مطلوب فی الشرع حقیقۃً مامور بہ ہے قطعاً فرض ورنہ یقیناً نافلہ
الا ثالث لہما توضیح میں زیر قول تنقیح افعالہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منہما مباح و مستحب
و واجب وفرض تحریر فرمایا یعنی ان فعلہ علیہ الصلاۃ والسلام بالنسبۃ الینا
تتصف بذلک بان یجعل الوتر واجبا علیہ لا مستحبا او فرضا والا فالثابت عندہ
بدلیل یکون قطعیا لا محالۃ حتی ان قیاسہ واجتہادہ ایضا قطعی الخ امام محقق علی الاطلاق
اپنی فتح میں فرماتے ہیں اللزوم یلاحظ باعتبارین باعتبار صدورہ من الشارع وباعتبار
ثبوتہ فی حقنا فملاحظتہ بالاعتبار الثانی الکائن طریق ثبوتہ عن الشارع قطعیا کان متعلقہ
الفرض وان کان ظنیا کان الوجوب ولذا لا یثبت ھذا القسم اعنی الواجب فی حق
من سمع من النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشافہۃ مع قطعیۃ دلالۃ المسموع
فلیس فی حقہ الا الفرض وغیر اللازم من السنۃ فما بعدھا وظہر بھذا ان ملاحظتہ
بالاعتبار الاول لیس فیہ وجوب بل الفرضیۃ وعدم اللزوم اصلا اھ ملخصا بس
بحمد اللہ بشہادت قرآن وحدیث واقوال علما ثابت ہوا کہ نماز پنجگانہ وعیدین وتہجد وغیرہا
ہرگونہ نماز کے بعد دعا مانگنا شرعاً جائز بلکہ مندوب ومرغوب ہے وہو المطلوب **ثانیاً اقول**
وباللہ التوفیق دعا بنص قرآن وحدیث واجماع ائمہ قدیم وحدیث اعظم مندوبات شرع سے
ہے اور اُس کے مظان اجابت کی تحری مسنون ومحبوب قال جل ذکرہ ھُنَالِکَ دُعَاءُ
زَکَرِیَّا رَبَّہٗ حدیث میں ہے حضور پرنور سید العٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان لربکم
فی ایام دھرکم نفحات فتعرضوا لہا لعل ان یصیبکم نفحۃ منہا فلا تشقون بعدھا
ابدا بیشک تمہارے رب کے لیے تمہارے زمانے کے دنوں میں کچھ وقت عطا وبخشش وتجلی
وکرم وجود کے ہیں تو انھیں پانے کی تدبیر کرو شاید اُن میں سے کوئی وقت تمھیں ملجائے تو پھر کبھی
بدبختی تمھارے پاس نہ آئے رواہ الطبرانی فی الکبیر عن محمد بن مسلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عاشرہ ۱۰: اجابت کی تحری مسنون

اور خود حدیث نے اُن اوقات سے ایک وقت اجتماع مسلمین کا نشان دیا کہ ایک گروہ مسلمانان جمع ہو کر دعا مانگے کچھ عرض کریں کچھ آمین کہیں کتاب المستدرک علی البخاری ومسلم میں ہے عن حبیب بن مسلمۃ الفہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکان مجاب الدعوۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول لا یجتمع ملؤ فیدعو بعضھم ویؤمن بعضھم الا اجابھم اللہ (یعنی حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ مستجاب الدعوات تھے فرماتے ہیں میں نے حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کوئی گروہ جمع نہ ہوگا کہ اُن کے بعض دعا کریں بعض آمین کہیں مگر یہ کہ اللہ عزوجل اُنکی دعا مقبول فرمائیگا) ولہذا علماء نے جمع مسلمانان کو اوقات اجابت سے شمار کیا حصن حصین میں ہے واجتماع المسلمین ع (یعنی مجمع مسلمین کا اوقات اجابت سے ہونا حدیث صحاح ستہ سے مستفاد ہے) علی قاری شرح میں فرماتے ہیں ثم کل ما یکون الاجتماع فیہ اکثر کالجمعۃ والعیدین وعرفۃ یتوقع فیہ رجاء الاجابۃ اظہر (یعنی جس قدر مجمع کثیر ہوگا جیسے جمعہ وعیدین وعرفات میں اُسی قدر امید اجابت ظاہر تر ہوگی) فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کہتا ہے پھر دعاے نماز پر اقتصار ہرگز شرعاً مطلوب نہیں بلکہ اس کے خلاف کی طلب ثابت خود حدیث سے گزرا حضور پُر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر دو رکعت نفل کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے کا حکم دیا اور جو ایسا نہ کرے اُس کی نماز کو ناقص بتایا حالانکہ نماز میں دعائیں ہو چکیں اور وہ وقت چار بار آیا جو انتہا درجہ قرب الٰہی کا ہے یعنی سجود جس میں بالتخصیص حکم دعا تھا حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اقرب ما یکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثروا الدعاء (سب سے زیادہ قرب بندے کو اپنے رب سے حالت سجود میں ہوتا ہے تو اس میں دعا کی کثرت کرو) رواہ مسلم وابوداؤد والنسائی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ اگر لفظ سوال نہ بھی ہوں تو تسبیح کہ سجود میں ہوتی ہے خود دعا ہے کہ وہ ذکر ہی اور

ہر ذکر دعا مولٰنا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کل ذکر دعاء امام حافظ الدین
نسفی کافی شرح وافی کی فصل فی تکبیر التشریق میں فرماتے ہیں قال تعالٰی ادعوا ربکم تضرعا
وخفیۃ وکل ذکر دعاء اس معنی پر فقیر نے اپنے رسالہ ایذان الاجر فی اذان القبر میں
دلائل واضحہ ذکر کیے اور اس سے زیادہ کلام مستوفی فقیر کے رسالہ نسیم الصبا فی
ان الاذان یحول الوبا میں ہے امام بخاری نے اپنی صحیح کی کتاب الدعوات میں
باب الدعاء اذا ھبط وادیا وضع کیا اور اس میں فرمایا فیہ حدیث جابر
رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد الساری میں ہے فیہ ای فی الباب حدیث جابر بن
الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ السابق فی باب التسبیح اذا ھبط وادیا من کتاب
الجہاد بلفظ کنا اذا صعدنا کبرنا واذا نزلنا سبحنا ھذا اخر الحدیث اھ ملخصا
المسند دیکھو امام بخاری علیہ الرحمۃ الباری نے صرف تسبیح کو دعا ٹھہرایا اور التسبیح اذا
ھبط وادیا والدعاء اذا ھبط وادیا کا ایک مصداق بتایا تو اگرچہ قرب
ختم کے وقت عین نماز میں دعائیں ہوچکیں پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی
علیہ وسلم نے اُن پر قناعت پسند نہ فرمائی اور بعد سلام پھر دعا کی تاکید شدید کی۔
علاوہ بریں نماز میں آدمی ہر قسم کی دعا نہیں مانگ سکتا کما بسط الائمۃ فی کتب الفقہیۃ
اور حاجت ہر قسم کی اپنے رب جل وعلا سے مانگا چاہیے اور طلب میں مظنۂ اجابت کی
تحری کا حکم اور یہ وقت بحکم احادیث اعلٰی مظان اجابت سے تو بلاشبہ جمع عیدین
میں بعد نماز دعا خاص اذن حدیث وارشاد شرع سے ثابت ہوئی اور حکم فتعرضوا لھا
کی تعمیل ٹھہری وھو المقصود ثم اقول اگر جمع عیدین کے لیے شرع میں کوئی خصوصیت
نہ آتی تو اس عموم میں دخول ثابت تھا نہ کہ احادیث نے اُس کی خصوصیت عظیم ارشاد
فرمائی اور اُس میں دعا پر نہایت تحریص وترغیب آئی یہاں تک کہ حضور پُرنور سید المرسلین
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُس زمانۂ خیر وصلاح میں کہ فتنہ وفساد سے یکسر پاک منزہ

جمع عیدین میں بعد نماز دعا کا اثبات
[illegible]

تھا حکم دیتے کہ عیدین میں کنواریاں نوجوانیں اور پردہ نشین خاتونیں باہر نکلیں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں حتی کہ حائض عورتوں کو حکم ہوا مصلّے سے الگ بیٹھیں اور اسدن کی دعا میں شریک ہوجائیں امام احمد و اصحاب صحاح ستہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالے عنہا سے راوی حضور پر نور سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے لتخرج العواتق وذوات الخدور والحیض المصلے ویشھدن الخیر ودعوۃ المسلمین نوجوان کنواریاں اور پردہ والیاں اور حائض عورتیں سب عیدگاہ کو جائیں اور حیض والیاں عیدگاہ سے الگ بیٹھیں اور اس بھلائی اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں صحیح بخاری کی دوسری روایت ان لفظوں سے ہے قالت کنا نؤمران نخرج یوم العید حتی نخرج البکر من خدرھا حتی تخرج الحیض فیکن خلف الناس فیکبرون بتکبیرھم ویدعون بدعائھم یرجون برکۃ ذلک الیوم وطھرتہ یعنی ام عطیہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں ہم عورتوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ عید کے دن باہر جائیں یہانتک کہ کنواری اپنے پردے سے نکلے یہانتک کہ حیض والیاں باہر آئیں صفوں کے پیچھے بیٹھیں مسلمانوں کی تکبیر پر تکبیر کہیں اور انکی دعا کے ساتھ دعا مانگیں اس دن کی برکت و پاکیزگی کی امید کریں امام بیہقی اور ابو الشیخ ابن حبان کتاب الثواب میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی انہ سمع رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم یقول اذا کانت غداۃ الفطر بعث اللہ عزوجل الملئکۃ فی کل بلد (وذکر الحدیث الی ان قال) فاذا برزوا الی مصلاھم فیقول اللہ عزوجل للملئکۃ (وساق الحدیث الی ان قال) ویقول یا عبادی سلونی فوعزتی وجلالی لا تسألونی الیوم شیئا فی جمعکم لاٰخرتکم الا اعطیتکم ولا لدنیاکم الا نظرت لکم فوعزتی لاسترن علیکم عثراتکم ما راقبتمونی وعزتی وجلالی لا اخزیکم ولا افضحکم بین اصحاب الحدود وانصرفوا مغفورا لکم قد ارضیتمونی ورضیت عنکم (مختصر من حدیث طویل) یعنی حضور پرنور سید یوم النشور علیہ

افضل الصلاۃ والسلام نے فرمایا جب عید کی صبح ہوتی ہی مولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ ہر شہر میں فرشتے بھیجتا ہی اس کے بعد حدیث میں اُن فرشتوں کا شہر کے ہر ناکے پر کھڑے ہونا اور مسلمانوں کو عیدگاہ کی طرف بلانا بیان فرمایا پھر ارشاد ہوا) جب مسلمان عیدگاہ کی طرف میدان میں آتے ہیں مولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ فرشتوں سے یوں فرماتا ہی اور ملٰئکہ اُس سے یوں عرض کرتے ہیں پھر فرمایا رب تبارک وتعالیٰ مسلمانوں سے ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندو مانگو کہ مجھے قسم اپنی عزت وجلال کی آج اس مجمع میں جو چیز اپنی آخرت کے لیے مانگوگے میں تمھیں عطا فرماؤنگا اور جو کچھ دنیا کا سوال کروگے اُس میں تمھارے لیے نظر کرونگا (یعنی دنیا کی چیزیں خیر وشر دونوں کو محتمل ہیں اور آدمی اکثر اپنی نادانی سے خیر کو شر شر کو خیر سمجھ لیتا ہی اور اللہ جانتا ہی اور تم نہیں جانتے لہذا دنیا کے لیے جو کچھ مانگوگے انھیں بکمال رحمت نظر فرمائی جائیگی اگر وہ چیز تمھارے حق میں بہتر ہوئی عطا ہوگی ورنہ اُس کی برابر بلا دفع کرینگے یا دعا روز قیامت کے لیے ذخیرہ رکھیں گے اور یہ بندے کے لیے ہر صورت سے بہتر ہے مجھے اپنی عزت کی قسم ہی جبتک تم میرا مراقبہ رکھوگے میں تمھاری لغزشوں کی ستاری فرماؤں گا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تمھیں اہل کبائر میں فضیحت ورسوا نہ کرونگا پلٹ جاؤ مغفرت پائے ہوئے بیشک تم نے مجھے راضی کیا اور میں تم سے خوشنود ہوا) فقیر غفرلہ الغنی القدیر کہتا ہی اس کلام مبارک کا اول یاعبادی سلونی ہی یعنی اے میرے بندو مجھ سے دعا کرو اور آخر انصرفوا مغفورا لکم یعنی گھروں کو پلٹ جاؤ کہ تمھاری مغفرت ہوئی) تو ظاہر ہوا کہ یہ ارشاد بعد ختم نماز ہوتا ہے کہ ختم نماز سے پہلے گھروں کو واپس جانیکا حکم ہرگز نہ ہوگا تو اس حدیث سے مستفاد کہ خود رب العزۃ جل وعلا بعد نماز عید مسلمانوں سے دعا کا تقاضا فرماتا ہے پھر وائے بدبختی اُس کی جو ایسے وقت مسلمانوں کو اپنے رب کے حضور دعا سے روکے نسأل اللہ العفو والعافیۃ آمین (ثالثا) اقول وباللہ التوفیق۔ ابو داؤد وترمذی ونسائی وابن حبان وحاکم باسانید صحیحہ جیدہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو داؤد ودارمی ابوبکر بن

ابی شیبہ اسناداً و بخاری و مسلم حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ اور نسائی و طبرانی بسند
صحیح وابن ابی الدنیا اور حاکم بافادہ تصحیح حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اور نسائی و حاکم بتصحیح
تصحیح و ابو القاسم طبرانی باسانید جیدہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالے عنہ اور
نسائی وابن ابی الدنیا و حاکم و بیہقی حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
سے روایت کرتے ہیں حضور پُر نور سید المرسلین صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں
حدیث ۱۵ اذا جلس بعد کم فی مجلس فلا یبرحن منہ حتی یقول ثلث مرات سبحانک اللھم
ربنا وبحمدک لا الٰہ الا انت اغفرلی وتب علی فان کان اتی خیرا کان کالطابع
علیہ وان کان مجلس لغو کان کفارۃ لما کان فی ذلک المجلس جب تم میں کوئی کسی
جلسے میں بیٹھے تو زنہار وہاں سے نہ ہٹے جب تک تین بار یہ دعا نہ کرلے (پاکی ہے تجھے
اے رب ہمارے اور تیری تعریف بجالاتا ہوں تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں میرے
گناہ بخش اور مجھے توبہ دے) کہ اگر اس جلسے میں اُس نے کوئی نیک بات کہی ہے
تو یہ دعا اُس پر مہر ہو جائے گی اور اگر وہ جلسہ لغو کا تھا تو جو کچھ اُس میں گزرا یہ دعا اُسکا
کفارہ ہو جائے گی) یہ لفظ بروایت امام ابوبکر ابن ابی الدنیا حدیث جبیر رضی اللہ تعالے
عنہ کے ہیں اور ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یوں ہے کان رسول اللہ
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس مجلسا یقول فی اٰخرہ اذا اراد ان یقوم
حدیث ۱۶ من المجلس سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب
الیک حضور سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم جب کوئی جلسہ فرماتے تو اُس کے ختم میں
اُٹھتے وقت یہ دعا کرتے (تیری پاکی بولتا اور تیری حمد میں مشغول ہوتا ہوں اے اللہ
میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں میں تیری مغفرت مانگتا اور
تیری طرف توبہ کرتا ہوں اسی طرح رافع بن خدیج رضی اللہ تعالے عنہ کی حدیث میں
لفظ اذا اراد ان ینھض ہے یعنی جب اٹھنا چاہتے یہ دعا فرماتے) اور انھوں نے بعد الفاظ

مذکورہ دعا میں اتنے لفظ اور زائد ہیں عملت سوءً وظلمت نفسی فاغفر لی انہ لا یغفر الذنوب الا انت میں نے برا کیا اور اپنی ہی جان کو آزار پہنچایا اب میری مغفرت فرمائے بیشک تیرے سوا کوئی گناہ معاف کرنیوالا نہیں) حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا میں حدیث ۱۷
مثل حدیث ابو برزہ ہی اسمیں بھی ارشاد ہوا قال قبل ان یقوم من مجلسہ کھڑے ہونیسے پہلے یہ دعا کر لے) غرض اس حدیث صحیح مشہور علی اصول المحدثین ہا جسے امام ترمذی نے حسن حدیث ۱۸
صحیح اور حاکم نے بر شرط مسلم صحیح اور منذری نے جید الاسانید کہا حضور پرنور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام ارشاد وہدایت قولی وفعلی فرماتے ہیں کہ آدمی کوئی جلسہ کرے اس سے اٹھتے وقت یہ دعا ضرور کرنی چاہیے کہ اگر جلسہ خیر کا تھا تو وہ نیکی قیامت تک سربمہر محفوظ رہیگی اور لغو کا تھا تو وہ لغو باذن اللہ محو ہو جائیگا تو لفظ ومعنے دونوں کی رو سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان کو ہر نماز کے بعد بھی اس دعا کی طرف ارشاد فرمایا گیا ہے جہت لفظ سے تو یوں کہ مجلس نکرہ سیاق شرط میں واقع ہے تو عام ہوا تحصیل الجامع الکبیر میں ہے النکرۃ فی الشرط تعم دفی الجزاء تخص کما فی النفی والاثبات جامع صغیر میں ہے لانہ نکرۃ فی موضع الشرط وموضع الشرط نفی والنکرۃ فی النفی تعم معہذا اسمائے شرط خود بھی سب صورتوں کو عام ہوتے ہیں امام محقق علی الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں اذا عام فی علی ماھو حال اسماء الشرط تو قطعاً تمام صلوات فریضہ وواجبہ ونافلہ کے جلسے اس حکم میں داخل اور ادعائے تخصیص بے مخصص محض مردود وباطل اور جہت معنی سے یوں کہ جلسہ خیر سے اٹھتے وقت یہ دعا کرنا اس خیر کے حفظ ونگاہداشت کے لیے ہے تو جو خیر جس قدر اکبر واعظم اسیقدر اسکا حفظ ضروری واہم اور بلاشبہہ خیر نماز سب خیروں سے افضل واعلیٰ تو ہر نماز کے بعد اس دعا کا مانگنا مؤکد تر ہوا یارب مگر نماز عیدین نماز نہیں یا اس کے حفظ کی جانب نیاز نہیں یا حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ ہمارا یہ ارشاد ماورائے عیدین یا اسوائے نماز میں ہے یا اس کے

نکرہ موضع شرط میں عام ہوتا ہے اور یونہی اسمائے شرط

بعدیہ دعا نہ کرنا تحقیق اللہ میں جلسہ صلوات کا اس حکم میں دخول عموم لفظ وشہادت معنی سے ثابت کرتا ہوں خود حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کیوں نہ ذکر کروں جس میں صاف تصریح کہ حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفس نفیس جلسہ نماز کو اس حکم میں داخل فرمایا تخریج حدیث تو اوپر سن چکے کہ نسائی وابن ابی الدنیا وحاکم وبیہقی نے روایت کی اب لفظ سنیے سنن نسائی کی نوع من الذکر بعد التسلیم میں ہے عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا جلس مجلسا او صلی تکلم بکلمات فسألتہ عائشۃ عن الکلمات فقال ان تکلم بخیر کان طابعا علیہن الی یوم القیمۃ وان تکلم بشر کان کفارۃ لہ سبحنک اللھم وبحمدک استغفرک واتوب الیک یعنی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھتے کچھ کلمات فرماتے ام المومنین نے وہ کلمات پوچھے فرمایا وہ ایسے ہیں کہ اگر اس جلسہ میں کوئی نیک بات کہی ہے تو یہ قیامت تک اس پر مہر ہوجائیں گے اور بری کہی ہے تو کفارہ (الٰہی میں تیری تسبیح وحمد بجالاتا اور تجھ سے استغفار وتوبہ کرتا ہوں) پس بحمد اللہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہو گیا کہ نماز عیدین کے بعد دعا مانگنے کی خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی لفظ لا بد حسن بنون تاکید ارشاد ہوا بلکہ انصاف کیجیے تو حدیث ام المومنین صلی اللہ تعالےٰ علی زوجہا الکریم وعلیہا وسلم خود حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا بعد نماز عیدین دعا مانگنا بتا رہی ہے کہ صلی زیر اذا داخل تو ہر صورت نماز کو عام وشامل اور منجملہ صور نماز عیدین تو حکم مذکور انہیں بھی متناول پس یہ حدیث جلیل بحمد اللہ خاص جزئیہ کی تصریح کامل (دراالعیا) اقول وباللہ التوفیق ان سب سے قطع نظر کیجیے تو دعا مطلقاً اعظم مندوبات وہم اجل مطلوبات

حدیث ۱۹

دعا شرع کو نہایت مرغوب اور ہر وقت وہر حال میں پسند محبوب ہے

شرعیہ سے ہے کہ شارع صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ہمیں بے تقیید وقت و تخصیص ہیات
مطلقاً اُس کی اجازت دی اور اُس کی طرف دعوت فرمائی اور اُس کی تکثیر کی رغبت
دلائی اور اُس کے ترک پر وعید آئی مولیٰ سبحٰنہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيْ
اَسْتَجِبْ لَكُمْ (تمھارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول فرماؤنگا) اور فرماتا ہے
اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا جب مجھے
پکارے) حدیث قدسی میں فرماتا ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ إِذَا حدیث ۳۰
دَعَانِيْ (میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں اور میں اُس کے ساتھ ہوں جب
مجھ سے دعا کرے) رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی
ھریرۃ عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن ربہٖ عزوجل اور فرماتا ہے يَا ابْنَ اٰدَمَ حدیث ۳۱
اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا اُبَالِيْ (اے فرزند آدم تو
جبتک مجھ سے دعا مانگے جائے گا اور امید رکھیگا تیرے کیسے ہی گناہ ہوں حدیث ۳۲
بخشتا رہونگا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں) رواہ الترمذی وحسنہ عن انس بن مالك
عن رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن ربہٖ تبارك وتعالیٰ اور فرماتا ہے
عزوجل مَنْ لَّا يَدْعُوْنِيْ اَغْضَبُ عَلَيْهِ (جو مجھ سے دعا نہ کریگا میں اس پر غضب فرماؤنگا)
رواہ العسکری فی المواعظ بسند حسن عن ابی ھریرۃ عن النبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم عن ربہٖ تعالیٰ وتقدس احادیث مصطفیٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
اس باب میں حد تواتر پر ہیں اور ایک جملہ صالحہ اُن سے حضرت خاتم المحققین سند
المدققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے رسالہ مستطابہ احسن الوعاء لآداب الدعا
میں ذکر فرمایا اور فقیر غفرلہ المولےٰ القدیر نے اس کی شرح مسمّٰی بہ
ذیل المدعا لاحسن الوعا میں اُن کی تخریجات کا پتا بتایا باقی
کتاب الترغیب امام منذری وحصن حصین امام ابن الجزری وغیرہما تصانیف

علماان احادیث کی کفیل ہیں میں بخوف اطالت احادیث فضائل سے عطف
عنان کرکے صرف اُن بعض حدیثوں پر اقتصار کرتا ہوں جن میں دعا کی خاص تاکید یا
اُس کے ترک پر تہدید یا اُس کی تکثیر کا حکم اکید ہے حدیث ۱ عبداللہ بن عمر رضی اللہ حدیث ۲۳
تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں علیکم
عباد اللہ بالدعاء خدا کے بندو دعا کو لازم پکڑو رواہ الترمذی مستغربا
والحاکم وصححہ حدیث ۲ زید بن خارجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی حدیث میں ہے حدیث ۲۴
رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں صلوا علی واجتھدوا فی الدعاء
مجھ پر درود بھیجو اور دعا میں کوشش کرو رواہ امام احمد والنسائی والطبرانی
فی الکبیر وابن سعد وسمویہ والبغوی والباوردی وابن قانع حدیث ۳ حدیث ۲۵
انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حدیث میں ہے سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
ہیں لاتعجزوا فی الدعا فانہ لن یھلک مع الدعاء احد دعا میں تقصیر نہ کرو کہ دعا
کرتا رہے گا ہرگز ہلاک نہ ہوگا رواہ ابن حبان فی صحیحہ والحاکم وصححہ حدیث ۴ حدیث ۲۶
جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں تدعون اللہ لیلکم ونہارکم فان الدعاء سلاح المؤمنین رات دن
خدا سے دعا مانگو کہ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے رواہ ابو یعلی حدیث ۵ عبداللہ بن حدیث ۲۷
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے رحمت عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے
ہیں اکثروا الدعاء بالعافیۃ عافیت کی دعا اکثر مانگ رواہ الحاکم بسند حسن
حدیث ۶ انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حدیث میں سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ حدیث ۲۸
علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرم دعا کی
کثرت کر کہ دعا قضائے مبرم کو رد کر دیتی ہے اخرجہ ابو الشیخ فی الثواب اس
حدیث کی شرح فقیر کے رسالہ ذیل المدعا میں دیکھیے حدیث ۷ و ۸ عبادہ بن حدیث ۲۹ و ۳۰

صامت وابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیثوں میں ہے ایکبار حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی فضیلت ارشاد فرمائی صحابہ نے عرض کی اذا نکثر ایسا ہے تو ہم دعا کی کثرت کرینگے فرمایا اللہ اکثر اللہ عزوجل کا کرم بہت کثیر ہے وفی الروایۃ الاخری اللہ اکبر اللہ بہت بڑا ہے رواہ الترمذی والحاکم عن عبادۃ وصححاہ واحمد والبزار وابو یعلی باسانید جیدۃ والحاکم وقال صحیح الاسناد عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث ۹ و ۱۰ سلمان فارسی وابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیثوں میں ہے حضور والا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سرہ ان یستجیب اللہ لہ عند الشدائد فلیکثر من الدعاء عند الرخاء جسے خوش آئے کہ اللہ تعالیٰ سختیوں میں اُس کی دعا قبول فرمائے وہ نرمی میں دعا کی کثرت رکھے رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ والحاکم عنہ وعن سلمان وقال صحیح واقروہ

حدیث ۲۲ و ۲۳

حدیث ۱۱ - ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یسأل اللہ یغضب علیہ جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کریگا اللہ تعالیٰ اُس پر غضب فرمائیگا رواہ احمد وابن ابی شیبۃ و البخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن ماجۃ والبزار وابن حبان والحاکم وصححاہ

حدیث ۲۴

ایہا المسلمون تم نے اپنے مولیٰ جل وعلا اور اپنے رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سُنے اُن میں کہیں بھی تخصیص وتقیید کی بو ہے یہ تو بارہا فرمایا کہ دعا کرو کہیں بھی فرمایا کہ فلاں نماز کے بعد نہ کرو یہ تو صاف ارشاد ہوا ہے کہ جس وقت دعا کروگے میں سنونگا کہیں یہ بھی فرمایا کہ فلاں وقت کروگے تو نہ سنونگا - یہ تو بتاکید بار بار حکم آیا ہے کہ دعا سے عاجز نہ ہو دعا میں کوشش کرو - دعا کو لازم پکڑو - دعا کی کثرت رکھو - رات دن دعا مانگو کہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ فلاں نماز کے بعد نہ مانگو - یہ تو ڈر سُنایا گیا ہے کہ جو دعا نہ مانگے گا اُسپر غضب ہوگا کہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ فلاں

نماز کے بعد جو ملنے گئے گا اُس سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوگا اور جب کہیں نہیں تو خدا و رسول
جل جلالہ و صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے جس چیز کو عام و مطلق رکھا دوسرا اُسے
مخصوص و مقید کرنے والا کون خدا اور رسول عز مجدہ و صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
نے جس چیز سے منع نہ فرمایا دوسرا اُسے منع کرنے والا کون - قال تعالی وَلَا تَقُولُوا
لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلَالٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ
اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ○ **اصل یہ ہے** کہ اِنِ الْحُكْمُ
اِلَّا لِلّٰهِ حکم صرف خدا ہی کے لیے ہے جس چیز کو اُس نے کسی ہیأت خاصہ یا محل معین
سے مخصوص اور اُس پر مقصور و محصور فرمایا اُس سے تجاوز جائز نہیں جو تجاوز کرے گا
دین میں بدعت نکالے گا اور جس چیز کو اُس نے ارسال و اطلاق پر رکھا ہرگز کسی
ہیأت و محل پر مقتصر نہ ہوگی اور ہمیشہ اپنے اطلاق ہی پر رہے گی جو اُس کی بعض
صور کو جدا کرے گا دین میں بدعت پیدا کریگا ذکر و دعا اسی قبیل سے ہیں کہ زنہار شرع
مطہر نے انھیں کسی قید و خصوصیت پر محصور نہ فرمایا بلکہ عموماً و مطلقاً اُن کی تکثیر کا حکم
دیا۔ دعا کے بارے میں آیات و احادیث سُن ہی چکے اور دلائل مطلقہ تکثیر ذکر جنھیں
اس سلسلہ شمار میں (خامسا) کہیے کہ ہر دعا بالبداہۃ ذکر الٰہی ہے اور اُس پر علمائے
تنصیص بھی فرمائی مولٰنا قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کل دعاء ذکر
تو اجازت عامہ ذکر کے دلائل بعینہا اجازت عامہ دعا کے دلائل ہیں کہ تعمیم افراد اعم
یا مساوی لاجرم تعمیم افراد اخص و مساوی ہے کما لایخفیٰ ان دلائل جلائل کا وفور کامل
عد احصا کا طرف مقابل۔ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اپنے رسالہ نسیم الصبا فی ان الاذان
یحول الوباء میں اس مدعا پر بکثرت آیات و احادیث لکھیں از انجملہ حدیث حسن ابوسعید
خدری رضی اللہ تعالی عنہ حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثروا ذکر
اللہ حتی یقولوا مجنون ذکر الٰہی کی یہاں تک کثرت کرو کہ لوگ مجنوں بتائیں

حدیث ۳۸ وحدیث حسن عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سید عالم صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا لایزال لسانک رطبا من ذکر اللہ ہمیشہ ذکر الٰہی میں تر زبان رہ
حدیث ۳۹ حدیث جید الاسناد ام انس رضی اللہ تعالےٰ عنہا حضور والا صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اکثری من ذکر اللہ فانک لا تأتین بشیٔ احب الیہ
من کثرۃ ذکرہ۔ اللہ کا ذکر بکثرت کر کہ تو کوئی چیز ایسی نہ لائے گی جو خدا کو اپنی کثرت
حدیث ۴۰ ذکر سے زیادہ پیاری ہو وحدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سرور عالم صلے اللہ
تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یکثر ذکر اللہ فقد بریٔ من الایمان جو ذکر الٰہی کی کثرت
حدیث ۴۱ نہ کرے وہ ایمان سے بیزار ہو گیا۔ وحدیث صحیح ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کان رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یذکر اللہ تعالیٰ علی کل احیانہ
حضور پرنور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہر وقت ذکر خدا فرمایا کرتے الیٰ
غیر ذلک من الاحادیث والآثار یہاں صرف بعض آیات اور اُن کی تفسیروں پر
اقتصار ہوتا ہے جو عموم تمامی اوقات واحوال میں نص ہیں ایت ۱ قال جل
ذکرہ فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبکم اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے اور
اپنی کروٹوں پر۔ علمائے کرام اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جمیع احوال میں ذکر
الٰہی ودعا کی مداومت کرو۔ بیضاوی میں ہے داوموا علی الذکر فی جمیع الاحوال
مدارک میں ہے ای داوموا علی ذکر اللہ تعالیٰ فی جمیع الاحوال ارشاد العقل السلیم
میں ہے داوموا علی ذکر اللہ تعالیٰ وحافظوا علی مراقبتہ ومناجاتہ ودعائہ
فی جمیع الاحوال ایت ۲ قال عز اسمہ یایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا
اے ایمان والو اللہ کا ذکر بکثرت کرو۔ علامہ ابو السعود مفتی ابو السعود ارشاد میں
ارشاد فرماتے ہیں ای یعم الاوقات والاحوال یہ آیت تمام اوقات واحوال کو عام
ہے ایت ۳ قال تعالیٰ شانہ فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا

اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ امام نسفی
کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں اوپر یہ ذکر اللہ تعالیٰ فی الاوقات کلہا آیت سے
یہ مراد کہ ذکر الٰہی جمیع اوقات میں کرو۔ آیت ۴ قال تبارک مجدہ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ
کَثِیْرًا اور بکثرت خدا کا ذکر کرو۔ معالم میں ہے فی جمیع المواطن علی السراء والضراء
تمام مواضع میں خوشی و تکلیف میں۔ آیت ۵ قال تقدس اوصافہ وَالذّٰکِرِیْنَ
اللّٰهَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا۝ خدا کو بکثرت یاد
کرنے والے مرد اور بکثرت یاد کرنے والی عورتوں کے لیے اللہ نے مغفرت اور
بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ماثبت
بالسنۃ میں لکھتے ہیں لایخفی ان الذکر والتسبیح والتھلیل والدعاء لاباس بہ
لانھا مشروعۃ فی کل الامکنۃ والازمان پوشیدہ نہیں کہ ذکر و تسبیح و تہلیل و دعا
میں کچھ مضائقہ نہیں کہ یہ چیزیں تو ہر جگہ اور ہر وقت مشروع ہیں۔ اللہ اللہ کیا ستم
جری ہیں وہ لوگ کہ قرآن و حدیث کی ایسی عام مطلق اجازتوں کے بعد خواہی نخواہی
بندگانِ خدا کو اُس کی یاد و دعا سے روکتے ہیں حالانکہ اُس نے ہرگز اس دعا سے
ممانعت نہ فرمائی قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَکُمْ بِهٰذَا اَمْ عَلَی اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ ولاحول ولاقوۃ
الا باللہ العلی العظیم پس بحمد اللہ آفتاب روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ دعائے مذکور
فی السوال قطعاً جائز و مندوب اور اُس سے ممانعت محض بے اصل و باطل و معیوب والحمد
للہ ہادی القلوب والصلاۃ والسلام علی شفیع الذنوب وآلہ وصحبہ عدد العیوب
ما تناوب للشمس الطلوع والغروب آمین العید الثانی وجود الجیب
حصول الامانی پہلے وہ فتوی پیش نظر رکھیے کہ مستندین کا حاصل سعی بسبب مبلغ
وہم ظاہر ہو جائے اُس فتوی میں جواز و عدم جواز کی اصلا بحث نہیں نہ سائل نے
اس سے پوچھا نہ مجیب نے ناجائز لکھا بلکہ سوال یوں ہی ماقولہم رحمہم اللہ

تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ جناب رسول مقبول علیہ الصلاۃ والسلام اور اصحاب و تابعین و تبع تابعین و ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بعد نماز عیدین کے دعا مانگتے تھے یا بعد پڑھنے خطبہ عیدین کے کھڑے کھڑے یا بیٹھکر اور ہاتھ اُٹھا کے یا بدون ہاتھ اُٹھائے بینوا و افتوا بالسند الکتاب توجروا عند اللہ بحسن المآب اور جواب یہ ہو المصوب روایات حدیث سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نماز عید سے فراغت کرکے خطبہ پڑھتے تھے اور بعد اس کے معاودت فرماتے دعا مانگنا بعد نماز یا خطبہ کے آپ سے ثابت نہیں اسی طرح صحابہ کرام و تابعین عظام سے ثبوت اس کا نظر سے نہیں گزرا۔ واللہ اعلم۔

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحئی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحئی
ابو الحسنات

اقول وباللہ التوفیق وبہ العروج علی اوج التحقیق قطع نظر اس سے کہ یہ فتوے محل احتجاج میں کہاں تک پیش ہو سکتا ہے حضرات مانعین کو ہرگز مفید نہ ہمیں مضر جواز و عدم کا تو اس میں ذکر ہی نہیں سائل و مجیب دونوں کا کلام ورود و عدم ورود میں ہے مجیب نے صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت نہ ہونے پر جزم بھی نہ کیا صرف اپنی نظر سے نہ گزرنا لکھا اور ہر عاقل جانتا ہے کہ نہیں اور نہ دیکھا میں زمین آسمان کا فرق ہے یہ اُن کے لیے جدا کابر ماہران فن حدیث ہیں بارہا فرماتے ہیں ہم نے نہ دیکھی اور دوسرے محدثین اس کا پتا دیتے ہیں فقیر نے اس کی متعدد مثالیں اپنے رسالہ صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین میں ذکر کیں پھر یہ نہ دیکھنا بھی مجیب خاص اپنا بیان کر رہے ہیں نہ کہ ائمہ شان نے

اس طرح کی تصریح فرمائی کہ ایسا ہوتا تو نظر سے نہ گزرا کے عوض اُس امام کا ارشاد نقل کرتے خصوصاً جبکہ سائل درخواست کر چکا تھا کہ بینوا بسند الکتاب تو آج کل کے ہندی علما کا نہ دیکھنا نہ ہونے کی دلیل کیونکر ہو سکتا ہے آخر نہ دیکھا کہ فقیر غفر لہ المولی القدیر نے حدیث صحیح سے اس کا نص صریح ائمہ تابعین قدست اسرارہم سے ثابت کردیا والحمد للہ رب العلمین پھر خصوص جزئیہ سے قطع نظر کیجیے جس کا التزام عقلاً و نقلاً کسی طرح ضرور نہیں جب تو فقیر نے خود حضور پُر نور سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جس جس طرح اس کا ثبوت روشن کیا منصف غیر متعصب اُس کی قدر جانیگا والحمد للہ والمنۃ پھر سوال میں تبع تابعین و ائمہ اربعہ سے بھی استفسار تھا مجیب نے ان کی نسبت اُس قدر بھی نہ لکھا کہ نظر سے نہ گزرا اب خواہ ان سے ثبوت نہ دیکھا یا پوری بات کا جواب نہ ہوا بہر حال محل نظر و استناد و مستند صرف اس قدر کہ مجیب حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفی ثبوت کرتے ہیں اور تقریب یہ کہ حدیثوں میں صرف بعد نماز خطبہ اور بعد خطبہ معاودت کا ذکر ہے وبس۔ اس کلام کے لیے دو محمل ہیں ایک یہ کہ حدیثوں میں یہی وارد ہے کہ نماز کے متصل خطبہ اور خطبہ کے متصل معاودت فرماتے تو دعا کا وقت کونسا رہا اس تقدیر پر ثبوت عدم کا ادعا ہوگا دوسرے یہ کہ حدیثوں میں صرف نماز و خطبہ و معاودت کا ذکر ہے دعا مذکور نہیں یہ عدم ثبوت کا ادعا ہوگا اور کلام مجیب سے یہی ظاہر ہے کہ ثابت نہیں کہتے ہیں نہ کہ نہ کرنا ہی ثابت ہے اور لفظ اس قدر معلوم ہوتا ہے بھی اسی طرف ناظر کہ اگر اس سے اثبات عدم مقصود ہوتا تو طرز ادا یہ تھی کہ حدیثوں سے صاف ثابت کہ نماز و خطبہ و معاودت میں فصل نہ تھا تو دعا نہ مانگنا ثابت ہوا بایں ہمہ شاید حضرات مانعین اپنے نفع کے گمان سے کلام مجیب کو خواہ مخواہ محمل اول پر حمل کریں لہذا فقیر غفر لہ المولی القدیر دونوں محمل پر کلام کرتا ہے و باللہ التوفیق

محمل اول پر یہ کلام خود ہی بوجوہ کثیرہ باطل (اولاً)

یہ تو اصلاً کسی حدیث میں نہیں کہ حضور پُر نور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلام پھیرتے ہی بفور حقیقی معاً خطبہ فرماتے تھے اور خطبہ ختم فرماتے ہی بے فصل آنی فوراً واپس تشریف لاتے غایت یہ کہ کسی حدیث میں فائے تعقیب آنے سے استدلال کیا جائے مگر وہ ہرگز اتصال حقیقی پر دال نہیں کہ دو حرف دعا سے فصل کی مانع ہو فواتح شرح مسلم میں فرمایا الفاء للترتیب علی سبیل التعقیب من غیر مهلة و تراخ یعد فی العرف مهلة وصح تراخیا یا ہذا یہ تدقیقات ضیقہ فلسفیہ نہیں محاورات صافیہ عرفیہ ہیں اگر زید وعدہ کرے نماز پڑھکر فوراً آتا ہوں تو نماز کے بعد معمولی دو حرفی دعا ہرگز عرفاً و شرعاً مبطل فور و موجب خلاف وعدہ نہ ہوگی مسئلہ سجود تلاوت صلاتیہ میں سُنا ہی ہوگا کہ دو آیتیں بالاتفاق اور تین علی الاختلاف قاطع فور نہیں (ثمانیا) دعا تابع ہے اور توابع فاصل نہیں ہوتے واجبات میں ضم سورت سُنا ہوگا مگر آمین فاصل نہیں کہ تابع فاتحہ ہے حضور پُر نور سید یوم النشور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے تسبیح حضرت بتول زہرا صلوات اللہ وسلامہ علیٰ ابیہا الکریم وعلیہا کی نسبت فرمایا معقبات لا یخیب قائلهن کچھ کلمات نماز کے بعد بلا فاصلہ کہنے کے ہیں جن کا کہنے والا نامراد نہیں رہتا رواہ احمد و مسلم والترمذی والنسائی عن کعب بن عجرة رضی اللہ تعالےٰ عنہ بااینہمہ علما فرماتے ہیں اگر سنن بعدیہ کے بعد پڑھے تعقیب میں فرق نہ آئیگا کہ سنن توابع فرائض سے ہیں در مختار میں ہے یکرہ تاخیر السنة الا بقدر اللهم انت السلام الخ رد المحتار میں ہے لما رواہ مسلم والترمذی عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یقعد الا بمقدار ما یقول اللهم انت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام واما ما ورد من الاحادیث فی الاذکار عقیب الصلاة فلا دلالة فیه علی الاتیان بها قبل السنة بل یحمل علی الاتیان بها بعدها لان السنة من لواحق الفریضة وتوابعها ومکملاتها فلم تکن اجنبیة عنها فما یفعل بعدها یطلق

حدیث ۲۹ — فائے تعقیب اتصال حقیقی نہیں — فا دال اتصال حقیقی نہیں

علیہ انہ عقیب الفریضۃ (ثالثا) تاکہ مفاد نا اتصال حقیقی ہو تاہم خوب متنبہ رہنا چاہیے کہ حضور پُر نور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نو برس عید کی نمازیں پڑھی ہیں تو احادیث متعددہ وقائع متعددہ پر محمول ہونا ممکن پس اگر ایک حدیث صلاۃ وخطبہ اور دوسری خطبہ وانصراف میں وقوع اتصال پر دلالت کرے اصلا بکار آمد نہیں کہ ایک بار بعد خطبہ دوبارہ بعد نماز دعا کا عدم ثابت نہ ہو گا تو مقصود سے منزلوں دور رہے کما لایخفی (رابعا) مسلم کہ ایک ہی حدیث میں دونوں اتصال مصرح ہوں تاہم بلفظ دوام تو اصلا کوئی حدیث نہ آئی ومن ادعی فعلیہ البیان اور ایک آدھ جگہ یصلے فخطب فعاد ہو بھی تو واقعہ حال ہے اور وقائع حال کے لیے عموم نہیں کما نصوا علیہ اور ہم قائل وجوب ولزوم نہیں کہ ترک مرۃ ہمارے منافی ہو اور اگر لفظ کان یصلے فیخطب فیعود بھی فرض کرلیں تو ہنوز اُس کا تکرار پر دلیل ہونا محل نزاع نہ کہ دوام خود مجیب اپنے رسالہ غایۃ المقال میں کلام حافظ ابو زرعہ عراقی ان فی الصحیحین وغیرھما عن سعید بن یزید قال سألت انس بن مالک کان رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصلے فی نعلیہ فقال نعم وظاھرہ ان ھذا کان شانہ وعادتہ المستمرۃ دائما الخ نقل کرکے لکھتے ہیں ماذکرہ من دلالۃ حدیث انس علی کون العادۃ النبویۃ مستمرۃ بالصلاۃ فی النعال منظور فیہ لعدم وجود ما یدل علیہ فیہ ولعلہ استخرجہ من لفظ کان وھو استخراج ضعیف لما نص علیہ الامام النووی فی کتاب صلاۃ اللیل من شرح صحیح مسلم من ان لفظ کان لا یدل علی الاستمرار والدوام فی غیرہ ۱۳۰۵ھ فیھما اصلا اس مسئلہ کی تمام تحقیق فقیر کے رسالہ التاج المکلل فی انارۃ مدلول کان یفعل میں ہے (خامسا) یہ سب تو بالائی کلام تھا احادیث پر نظر کیجیے تو وہ اور ہی کچھ اظہار فرماتی ہیں صحاح ستہ وغیرہا

خصوصاً صحیحین میں روایات کثیرہ بلفظ ثم وارد و ثم فاصلہ و مہلت چاہتا ہے تو ادعا کہ احادیث میں اتصال ہی آیا محض غلط بلکہ حرف اتصال اگر وہ ایک حدیث میں ہو تو کلمہ انفصال آٹھ دس میں اب روایات سنیے۔

حدیث ۴۰ **حدیث ۱** صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے واللفظ لمسلم قال شہدت صلاۃ الفطر مع نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابی بکر و عمر و عثمن رضی اللہ تعالیٰ عنہم فکلھم یصلیھا قبل الخطبۃ ثم یخطب **حدیث ۲** صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن

حدیث ۴۱ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان

حدیث ۴۲ یصلی فی الاضحٰے والفطر ثم یخطب بعد الصلاۃ **حدیث ۳** اُسی کے باب استقبال الامام الناس فی خطبۃ العید میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہے خرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم اضحٰے فصلی

حدیث ۴۳ العید رکعتین ثم اقبل علینا بوجھہ وقال الحدیث **حدیث ۴** اُسی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

حدیث ۴۴ وسلم صلی یوم النحر ثم خطب الحدیث **حدیث ۵** اُسی میں حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے صلی النبی صلی اللہ تعالیٰ

حدیث ۴۵ علیہ وسلم یوم النحر ثم خطب ثم ذبح **حدیث ۶** جامع ترمذی میں بافادۂ تحسین و تصحیح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابوبکر و عمر یصلون فے العیدین قبل الخطبۃ

حدیث ۴۶ ثم یخطبون **حدیث ۷** سنن نسائی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یخرج یوم العید فیصلی رکعتین ثم یخطب یہ سات حدیثیں ظاہر کرتی ہیں کہ حضور پر نور سید عالم

صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور صدیق و فاروق و عثمن غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہم نماز عیدین کا سلام پھیر کر کچھ دیر کے بعد خطبہ شروع فرماتے **حدیث ۸** صحیحین میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے واللفظ للبخاری کان النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یخرج یوم الفطر والاضحے الی المصلے فاول شیئ یبدؤ بہ الصلوٰۃ ثم ینصرف فیقوم مقابل الناس والناس جلوس علی صفوفھم فیعظھم ویوصیھم فان کان یرید ان یقطع بعثا قطعہ او یأمر بشیئ امر بہ ثم ینصرف یہ حدیث خطبہ و معاودت میں فصل بتاتی ہے **حدیث ۹** بخاری و مسلم و دارمی و ابوداود و نسائی و ابن ماجہ حضرت حبر الامۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی قال خرجت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم فطر او اضحی فصلی ثم خطب ثم اتی النساء فوعظھن و ذکرھن و امرھن بالصدقۃ یہ حدیث دونوں جگہ فصل اظہار کرتی ہے۔ سبحٰن اللہ پھر کیونکر ادعا کر سکتے ہیں کہ نماز و خطبہ و خطبہ و معاودت میں ایسا اتصال رہا جو عدم دعا پر دلیل ہو اگر کہیے ثم کبھی مجازاً بحالت عدم مہلت بھی آتا ہے قال الشاعر

کھز الردینی تحت العجاج جری فی الانابیب ثم اضطرب

اقول تم مستدل ہو اور مستدل کو احتمال کافی نہیں خصوصاً خلاف اصل کما لا یخفے علی ذی عقل معہذا ف بارہا مجرد ترتیب بے معنے اتصال و تعقیب کے لیے آتی ہے امام جلال الدین سیوطی اتقان میں زیر بیان ف فرماتے ہیں قد تجیئ لمجرد الترتیب نحو فَرَاغَ اِلٰۤی اَھْلِہٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ ؕ فَقَرَّبَہٗۤ اِلَیْھِمْ ۔ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُہٗ فِیْ صَرَّۃٍ فَصَکَّتْ وَجْھَھَا ۔ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ فَالتّٰلِیٰتِ بلکہ مسلم الثبوت میں ہے الفاء للترتیب علی سبیل التعقیب ولو فی الذکر تو ایک فا کا مجرد ترتیب یا ترتیب فی الذکر مجاز پر حمل اولےٰ ہے یا دس ثم کا

حدیث ۸

حدیث ۹

ف ۱۰: فا کبھی مجرد ترتیب بے معنی تعقیب کے لئے آتی ہے

مجاز پر (سادساً) یہ عدم فصل بطور سلب عموم لیتے ہو تو ہمیں کیا مضر اور تمہیں کیا مفید کہ ہمیں ایجاب کلی کی ضرورت نہیں جو سلب جزئی ہمارے خلاف ہو اور بطور عموم سلب تو دونوں جگہ اُس کا بطلان ثابت و واضح۔ صحیح حدیثیں تنصیص کر رہی ہیں کہ بالیقین دونوں جگہ فصل واقع ہوا نماز و خطبہ میں وہ حدیث (۱۰)[له] کہ ابوداود ونسائی و ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی واللفظ لابن ماجة قال حضرت العید مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصلے بنا العید ثم قال قد قضینا الصلاۃ فمن احب ان یجلس للخطبۃ فلیجلس ومن احب ان یذھب فلیذھب میں عید میں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا حضور نے نماز عید پڑھائی پھر فرمایا ہم نماز تو پڑھ چکے اب جو خطبہ سننے کے لیے بیٹھنا چاہے بیٹھے اور جو جانا چاہے چلا جائے اگر تمہارا خیال نہ بھی کیجیے تو یہ کلام نماز و خطبہ کے درمیان فاصل تھا تو ہمیشہ اتصال حقیقی ہونا باطل ہوا اور خطبہ و معاودت میں تو فصل کثیر اسی حدیث نہم سے ثابت جو عنقریب گزری جس کی ایک روایت بخاری و مسلم و ابوداود و نسائی کے یہاں یوں ہے صلی (یعنی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ثم خطب ثم اتی النساء ومعہ بلال فوعظھن وذکرھن وامرھن بالصدقۃ فرایتھن یھوین بایدیھن یقذفنہ فی ثوب بلال ثم انطلق ھو و بلال الی بیتہ یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

له اقول یہ حدیث صحیح ہے رواہ ابوداود عن محمد بن الصباح البزار صدوق والنسائی عن محمد بن یحیی بن ایوب ثقۃ وابن ماجۃ عن عبد الوھاب صدوق وعمر بن رافع البجلی ثقۃ ثبت کلھم ثنا الفضل بن موسی ثقۃ ثبت ثنا ابن جریج عن عطاء وھما ماھما عن عبد اللہ بن السائب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ولہ ولابیہ صحبتہ فتصویب ق وابن معین ارسالہ غیر ضار عندنا بعد ثقۃ الرجال فالحدیث صحیح علی اصولنا ۱۲ منہ

نے نماز عید پڑھی پھر بعدہٗ خطبہ فرمایا پھر بعد از اں صفوف زناں پر تشریف لاکر انھیں وعظ وارشاد کیا اور صدقہ کا حکم دیا تو میں نے دیکھا کہ بی بیاں اپنے ہاتھوں سے گہنا اتار کر بلال رضی اللہ تعالٰے عنہ کے کپڑے میں ڈالتی تھیں پھر حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کاشانۂ نبوت کو تشریف فرما ہوئے۔ دیکھو خطبہ کے کتنے دیر بعد معاودت ہوئی یہ وعظ وارشاد کہ بی بیوں کو فرمایا گیا جزء خطبہ نہیں بلکہ اس سے جدا ہی صحیحین میں روایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما صاف فرماتے ہیں کہ ثم خطب الناس بعد فلما فرغ نبی اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نزل فاتی النساء فذکرھن الحدیث یعنی پھر بعد نماز حضور پُر نور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا جب نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوئے اتر کر بی بیوں کے پاس تشریف لائے اور انھیں تذکیر فرمائی۔ علامہ زرقانی شرح مواہب میں ناقل ہذہ الروایۃ مصرحۃ بان ذلک کان بعد الخطبۃ امام نووی منہاج میں فرماتے ہیں انما نزل الیھن بعد فراغ خطبۃ العید پس بحمد اللہ تعالٰے ماہ نیم ماہ مہر نیم روز کی طرح روشن ہوا کہ اس تقریر سے عدم دعا کا ثبوت چاہنا محض ہوس خام اور اس محمل پر یہ کلام خود باطل و بے نظام والحمد للہ ولی الانعام۔ اب محمل دوم) کی طرف چلیے جس کا یہ حاصل کہ حدیثوں میں صرف نماز و خطبہ کا ذکر ہے ان کے بعد نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا دعا مانگنا مذکور نہ ہوا **اقول** یہ حضرات مانعین کے لیے نام کو بھی مفید نہیں سائل نے اس فعل خاص بخصوصیت خاصہ کا سید عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے صدور پوچھا تھا کہ کس طور پر ہوا اُس کا جواب یہی تھا کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے اس فعل خاص کی نقل جزئی نظر سے نہ گزری مگر اسے عدم جواز کا فتویٰ جان لینا محض جہالت بے مزہ (اولاً) عید اول میں گزرا کہ حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اپنے عموم پر ہما

حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے اس دعا کا ثبوت فعلی بتا رہی ہے (ثانیاً) ثبوت فعلی نہ ہو قولی کیا کم ہے بلکہ من وجہ قول فعل سے اعلیٰ و اتم ہے۔ اب عید اوّل کی تقریریں پھر یاد کیجیے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما تو بعد نماز عید خود رب مجید جل وعلا کا اپنے بندوں سے تقاضائے دعا فرمانا بتا رہی ہے اس کے بعد اور کسی ثبوت کی حاجت کیا ہے اگر کہیے وہ حدیث ضعیف ہے اقول فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالاجماع مقبول اور اثبات استحباب میں کافی ووافی ہے کما نص علیہ العلماء الفحول خود مجیب کے آخر جلد دوم فتاویٰ میں ہے۔ حدیث ضعیف برائے اثبات استحباب کافی ست چنانچہ ابن ہمام در فتح القدیر در کتاب الجنائز می نویسند والاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع انتہیٰ (ثالثاً) جب شرع مطہر سے حکم مطلق معلوم کہ جواز و استحباب ہے تو ہر ہر فرد کے لیے جداگانہ ثبوت قولی یا فعلی کی اصلا حاجت نہیں کہ باجماع و اطباق عقل و نقل حکم مطلق اپنی تمام خصوصیات میں جاری و ساری اطلاق حکم کے معنی ہی یہ ہیں کہ اس ماہیت کلیہ یا فرد منتشر کا جہاں وجود ہو حکم کا ورود ہو اور فردیت بے خصوصیت محال اور وجود عینی و تعین متساوق تو جس قدر خصوصیات و تعینات معقول ہوں سب بالیقین اسی حکم مطلق میں داخل جب تک کسی خاص کا استثنا شرع مطہر سے ثابت اس قاعدہ جلیلہ کی تحقیق مبین حضرت خاتم المحققین امام المدققین حجۃ اللہ فی الارضین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد میں افادہ فرمائی من شاء فلیتشرف بمطالعتہ یہاں اسی قدر کافی کہ خود حضرات وہابیہ کے امام ثانی و معلم اول میاں اسمٰعیل دہلوی رسالہ بدعت میں لکھتے ہیں در باب مناظرہ در تحقیق حکم صورت خاصہ کسے کہ دعوے جریان حکم مطلق در صورت خاصہ مبحوث عنہا می نماید بہ مناسبت تمسک باصل کہ در اثبات دعوے خود حاجت بدلیلے ندارد

و دلیل او ہماں حکم مطلق ست او بس (رابعا) ہم صدر جواب میں حضرات ائمہ تابعین سے اس دعا کا ثبوت روایت کر آئے پھر حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم سے ثبوت نہ ہونے کو مانعین کس موبنہ سے منع ٹھہرا سکتے ہیں کہ اُن کے نزدیک تشریع احکام تابعین تک باقی رہتی اور اُن کے بعد منقطع ہوتی ہے پھر قرن اول سے عدم ثبوت کیا مضر و منافی ہی (خامسا) ہر عاقل جانتا ہی کہ ادعائے عدم ثبوت میں قابل جزم و تصدیق صرف عدم وجدان قائل ہے اور عدم وجدان عدم وجود کو مستلزم نہیں خصوصا اپنا زماں ہیں۔ اور امر واضح ہی اور سہر فاضح۔ اور گزرا اشارہ اور آئیگا دوبارہ ہم نے اس کا کچھ بیان اپنے رسالہ صفائح اللجین وغیرہا میں لکھا یہاں اتنا ہی بس ہے کہ خود مجیب اپنی کتاب السعی المشکور فی رد المذہب الماثور میں لکھتے ہیں نفی رویت سے نفی وجود لازم نہیں نظائر اس کے بکثرت ہیں کم نہیں منجملہ اُن کے حدیث عائشہ ہی جو صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہو ما رأیت رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم یسبح سبحۃ الضحی وانی لا سبحہا انتھے حالانکہ اُس سے نفی وجود لازم نہیں ہے باحادیث متکاثرہ دا ثبت حضرت صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کا صلاۃ الضحی ادا کرنا ثابت ہے اسی وجہ سے جلال الدین سیوطی رسالہ صلاۃ الضحی میں لکھتے ہیں الخ جب ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے نزدیک عدم ثبوت عدم ثبوت واقعی کو مستلزم نہوا تو زید و عمرو من و تو کس شمار قطار میں ہیں (سادسا) عدم ثبوت مان بھی لیں تو اُس کا صرف یہ حاصل کہ منقول نہوا پھر عقلا کے نزدیک عدم نقل نقل عدم نہیں یعنی اگر کوئی فعل بخصوصہ حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے منقول نہو تو اُس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے کیا بھی نہو امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں عدم النقل لاینفی الوجود خود مجیب اپنی سعی مشکور میں تنزیہ الشریعۃ امام ابن عراق سے نقل کرتے ہیں عدم الثبوت لایلزم منہ اثبات العدم۔ (سابعا) خادم حدیث جانتا ہی کہ بارہا رواۃ حدیث امور مشہورہ کو ترک

کو چھوڑ جاتے ہیں اور اُن کا وہ ترک دلیل عدم نہیں ہوتا ممکن کہ یہاں بھی بر بنائے اشتہار
حاجت ذکر بخانی ہو اس اشتہار کا بنا اُس حدیث صحیح سے چلیگا جو ہم نے صدر کلام میں
روایت کی کہ جب تابعین عظام میں بعد نماز عیدین دعا کا رواج تھا تو ظاہرا اُنھوں نے
یہ طریقہ انیقہ صحابہ کرام اور صحابہ کرام نے حضور سید الانام علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام سے اخذ کیا
حضرات مانعین اگر دیانت پر آئیں تو سچ سچ بتا دیں گے کہ عیدین کے قعدۂ اخیرہ میں خود بھی جو
دعا و درود پڑھتے اور اُسے جائز و مستحب جانتے ہیں اس کی خاص نقل حضور پُر نور
سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دکھا دیں یا اپنے بدعتی ہونیکا اقرار کریں۔ اور اگر فرائض
پر قیاس یا اطلاقات سے تمسک کرتے ہیں تو یہاں کیوں یہ طرق نامقبول ٹھہرتے ہیں۔ واللہ
الموفق (ثامنا) نقل عدم بھی سہی پر وہ نقل منع نہیں اللہ عزوجل نے یہ فرمایا ہی کہ ما
اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا جو رسول دے وہ لو اور جس سے
منع فرمائے باز رہو۔ یہ نہیں فرمایا کہ ما فعل الرسول فخذوہ وما لم یفعل فانتھوا
رسول جو کرے کرو اور جو نہ کرے اُس سے بچو کہ شرعاً یہ دونوں قاعدے منقوض ہیں امام الوہابیہ
کے عم نسب و پدر علم و جد طریقت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ میں فرماتے
ہیں نکردن چیزے دیگرست و منع فرمودن چیزے دیگر (تاسعا) اگر مجرد عدم نقل یا عدم
فعل مستلزم ممانعت ہو تو کیا جواب ہوگا شاہ ولی اللہ اور اُن کے والد شاہ عبدالرحیم
صاحب اور صاحبزادے شاہ عبدالعزیز صاحب اور امام الطائفہ میاں اسمٰعیل اور اُنکے
پیر سید احمد اور شیخ السلسلہ جناب شیخ مجدد صاحب اور عمائد سلسلہ مرزا مظہر صاحب
و قاضی ثناء اللہ صاحب وغیرہم سے جنھوں نے اذکار و اشغال و اوراد وغیرہا
کے صدہا طریقے احداث و ایجاد کیے اور اُن کے محدث و مخترع ہونے کے خود
اقرار لکھے پھر اُنھیں کو سبب قرب الٰہی و رضائے ربانی جانکیے اور خود عمل میں
لاتے اوروں کو اُنکی ہدایت و تلقین کرتے رہے شاہ ولی اللہ قول الجمیل میں

لکھتے ہیں لمریثبت تعاین الاداب والتلك الاشغال مرزا جان جاناں صاحب مکتوب ۱۱ میں فرماتے ہیں ذکر جہر باکیفیات مخصوصہ ونیز مراقبات با طوار معمولہ کہ در قرون متاخرہ رواج یافتہ از کتاب وسنت ماخوذ نیست بلکہ حضرات مشائخ بطریق الہام واعلام از مبدء فیاض اخذ نمودہ اند وشرع ازاں ساکت ست دو داخل دائرہ اباحت وفائدہ دراں متحقق وانکار آں ضرورے فقیر غفر اللہ تعالےٰ لہ نے اس کی قدرے تفصیل اپنے رسالہ انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار میں ذکر کی وباللہ التوفیق (عاشرا) ان سب صاحبوں سے درگزرئے خود وہ عالم جن کا فتوے اس مسئلہ میں تمہارا مبلغ استناد ومنتہائے استمداد ہے یعنی مولوی لکھنوی مرحوم انھیں کے فتاوی کی تصریحات جلیہ وتنصیصات قویہ دیکھیے کہ اُن سے اصول وفروع کس درجہ تمہارے فروع واصول کے قاطع وقامع ہیں پھران مسائل میں اُن کا دامن تھامنا چراغ خرد کا صرصر جہل کو سامنا عقل وہوش سے لڑائی ٹھاننا نافع ومضر میں فرق نہ جاننا نہیں تو کیا ہے۔ میں یہاں اُن کی صرف وہ عبارتیں نقل کرونگا جو حضرات وہابیہ کے اسی مغالطہ عامۃ الورود یعنی حدوث خصوص اور قرون ثلثہ سے عدم ورود کو دلیل منع جاننے کی قاطع وفاضح ہیں اور وہ بھی صرف اسی مجموعہ فتاوے سے نہ اُن کے دیگر رسائل سے تاکہ سب پر ظاہر ہو ع کہ باکہ باختہ عشق درشب دیجور+ پھر ان میں بھی قصد استیعاب نہیں بلکہ صرف چند عبارتیں پیش کرونگا بعض مفید ضوابط واصول اور بعض میں فروع قاطعہ اصول فضول واللہ المستعان علی کل جہول (الاصول) عبارت ا مجموعہ فتاوی جلد اول کے صفحہ ۵۰ پر علامہ سید شریف کے حواشی مشکوۃ سے استناداً نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے حدیث من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد کی شرح میں ارشاد فرمایا المعنے ان من احدث فی الاسلام رأیا لم یکن لہ من الکتاب والسنۃ سند ظاہر او خفی ملفوظ او مستنبط فھو مردود علیہ انتہےٰ یعنی حدیث کے یہ معنے ہیں

ف۔ اصول وفروع وہابیت کے رد میں مولوی عبدالحی صاحب کی چند عبارتیں

ف۔ قرون ثلثہ سے ثبوت وعدم ثبوت پر کچھ مدار نہیں

کہ جو شخص دین میں ایسی راہ پیدا کرے جس کے لیے قرآن و حدیث میں ظاہر یا پوشیدہ
صراحۃً یا استنباطاً کسی طرح کی سند نہ ہو وہ مردود ہے۔ تو صاف ثابت ہوا کہ قرون ثلثہ
سے ورود خصوصیت ہمارے ضرور نہیں بلکہ عموم و اطلاق اباحت میں دخول بسند کافی ہے
کما ہو مذہب اہل الحق۔ عبارت ۳۔ اسی کے صفحہ ۵۷ پر امام ابن حجر مکی کی فتح
المبین شرح اربعین سے ناقل المراد من قولہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم من احدث
فی امرنا ہذا ما لیس منہ ما ینافیہ او لا یشہد لہ قواعد الشرع والادلۃ العامۃ
یعنی حدیث کی مراد یہ ہے کہ وہی نو پیدا چیز بدعت سیئہ ہے جو دین و سنیت
کا رد کرے یا شریعت کے قواعد و اطلاق و دلائل عموم اُس کی گواہی نہ دیں عبارت
۴۔ اسی صفحہ پر خود لکھتے ہیں گمان نبری کہ استحسان شرعی صفت آن مامور بہاست کہ
صراحۃً دربارۂ وے از دلائل اربعہ امر باو وارد شدہ باشد بلکہ استحسان صفت ہر مامور بہ
است خواہ صراحۃً امر باو وارد شدہ باشد یا از قواعد کلیہ شرعیہ سند آن یافتہ شدہ
باشد عبارت ۵۔ اسی صفحہ ۵۸ پر لکھا ہے ہر چند کہ وجود آن بخصوصہ در زمانے از ازمنۂ ثلثہ
نباشد لیکن سند آن دربارۂ وے از ادلۂ اربعہ یافتہ شود ہم مستحسن خواہد شد یعنی کہ بنائے
مدارس الخ عبارت ۶۔ صفحہ ۵۳ کتب فقہ میں نظائر اس کے بہت موجود ہیں کہ
ازمنہ سابقہ میں اُن کا وجود نہ تھا مگر بسبب اغراض صالحہ کے حکم اُس کے جواز کا دیا
کما فی الفروع۔ عبارت ۷۔ صفحہ ۶۲ اگر تسلیم کنم کہ ذکر مولد در ازمنۂ ثلثہ نبود و نہ از
مجتہدین حکم او منقول شدہ لیکن چون در شرع این قاعدہ ممہد شدہ است کہ کل فرد
من افراد نشر العلم فہو مندوب و ذکر مولد نیز ہمین است لابد حکم مندوبیت او
دادہ خواہد شد۔ عبارت ۸۔ صفحہ ۹۶ بعد دو رکعت سنت ظہر و مغرب و عشا
کے دو رکعت نفل پڑھنا آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اب تک نظر سے
[illegible]

پائیگا کیونکہ حدیث میں وارد ہے الصلاۃ خیر موضوع فمن شاء فلیقلل ومن شاء
فلیکثر اقول سائل نے پوچھا تھا اصل اس کی سنت و اجماع و قیاس سے ثابت
ہے یا نہیں اور اُن میں بعض کے لیے ثبوت خاص احادیث سے نظر فقیر میں حاضر
مگر کلام رد خیالات وہابیت میں ہے وہ حاصل عبارت ۸ صفحہ ۲۹ الوداع یا
الفراق کا خطبہ آخر رمضان میں پڑھنا اور کلمات حسرت و رخصت کے ادا کرنا فی نفسہ
امر مباح ہے بلکہ اگر یہ کلمات باعث ندامت و توبہ سامعین معاون ہوگئے تو امید ثواب
ہے مگر اس طریقہ کا ثبوت قرون ثلثہ میں نہیں الخ۔ عبارت ۹ مجموعہ فتاوے جلد
دوم صفحہ ۷۰ السید سے کہ وجودیہ و شہودیہ از اہل بدعت اند قولش قابل اعتبار
نیست و نشارہ قولش جہل و نا واقفیت است از احوال اولیاء و انستنے توحید وجودی
و شہودی و شاعری کرد مہر دو فرقہ ساختہ قابل ملامت است واللہ اعلم ۔ (تقویۃ الایمان
کی بالا خوانیاں یاد کیجیے۔ عبارت ۱۰ صفحہ ۱۲۴ فی الواقع ملتقل ابن رخ اس طور پر
کہ حضرت ... نے لکھا ہے نہ شرک ہے نہ ضلالت ہاں افراط و تفریط اس
میں منجر ضلالت کی طرف ہے۔ تصریح اس کی مکتوب مجدد الف ثانی میں جا بجا موجود
ہے واللہ اعلم سبحٰن اللہ وہ عالم کہ تمھارے مذہب نامہذب پر معاذ اللہ صراحۃً مشرک
و مجوز شرک ہو چکا اُس پر اعتماد اور اُس کے فتوے سے استناد کس دین و دیانت
میں روا عبارت ۱۱۔ اُسی کی جلد سوم صفحہ ۵۰ میں ہے سوال وقت ختم قرآن
در تراویح سہ بار سورۂ اخلاص میخوانند مستحسن است یا نہ جواب مستحسن است عبارت ۱۲
صفحہ ۱۲۵ اما جمع میان تکلم بالفاظ سلام و دست بر داشتن و بر سر یا سینہ نہادن پس
ظاہرا لا باس بہ است عبارت ۱۳۔ صفحہ ۱۲۷ سوال بسم اللہ و تعوذ مستحسن در بدایت سورت
گفتن درست یا نہ جواب درست عبارت ۱۴ صفحہ ۱۳۳ سوال
قیام وقت ذکر ولادت با سعادت کے جواب میں قیام بالقصد کا فرق

ثلٰثہ سے منقول نہ ہونا اور بعض احوال میں صحابہ کرام کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قیام نہ کرنا نقل وتحریر کرکے لکھتے ہیں لیکن علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا قیام سیفرمایند امام برزنجی رحمہ اللہ تعالیٰ در رسالہ مولد میفرمایند وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو روایۃ ودرایۃ فطوبیٰ لمن کان تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ انتہٰی یعنی ذکر ولادت شریف کے وقت قیام کرنے کو اُن اماموں نے مستحسن فرمایا ہے جو صاحب روایت ودرایت تھے تو خوشی وشادمانی ہو اُسے جس کی نہایت مراد ومقصد حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور خود مجیب لکھنوی حرمین طیبین کی مجالس متبرکہ میں اپنا حاضر وشریک ہونا بیان کرتے اور انھیں مجالس متبرک لکھتے ہیں حالانکہ بشہادت مجیب ومشاہدہ تواتر اُن مجالس مالک اُنکی کا قیام پر مشتمل ہونا یقینی۔ مجیب موصوف اسی جلد ثالث کے صفحہ ۲۵ میں لکھتے ہیں در مجالس مولد شریف کہ از سورہ والضحیٰ تا آخر میخوانند البتہ بعد ختم ہر سورہ تکبیر می گویند وہم شریک مجالس متبرکہ بودہ ایں امر را مشاہدہ کردہ ام ہم در مکہ معظمہ وہم در مدینہ منورہ وہم در جدہ عبارت ۱۵۔ طرفہ یہ کہ صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں سوال پارچہ جھنڈہ سالار مسعود غازی در مصرف خود آرد یا تصدق نماید جواب ظاہر اورا استعمال پارچہ مذکور بصرف خود دیجی کہ موجب بد دکاری باشد نیست واولےٰ آنست کہ بمساکین وفقراء بدہد را حضرات مخالفین اس اولےٰ آنست کی وجہ بتائیں اور اُسے اپنے اصول پر منطبق فرمائیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس قسم کے کلام رسائل ومسائل مجیب میں بکثرت ملیں گے وفیما ذکرنا کفایۃ واللہ سبحٰنہ ولی الھدایۃ بحمد اللہ جواب اپنے منتہے کو پہنچا اور تحقیق حق تا ذروۂ علیا اب نہ رہا مگر یہی انھیں کا وہ پہلا روغنا یعنی عوام کا بعد نماز فرائض بھی وہاں سے دستکش ہونا یہاں اگر میں نقل احادیث پر اُتروں تو ایک مستقل رسالہ املا کروں لہٰذا بحکم ضرورت صرف مولوی عبدالحی صاحب کا ایک فتوےٰ ملخصا نقل کرتا ہوں

جسپر غیر مقلدین زمانہ کے امام اعظم نذیر حسین دہلوی کی بھی مہر ہے مجموعہ فتاوے جلد دوم صفحہ ۱۱

چہ میفرمایند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ رفع یدین در دعا بعد نماز چنانکہ معمول ائمہ ایں دیار است

ہر چند فقہا مستحسن می نویسند و احادیث در مطلق رفع یدین در دعا نیز وارد و دریں خصوص

ہم حدیثے وارد است یا نہ بینوا و توجروا هو المطلوب دریں خصوص نیز حدیثے وارد است

حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحٰق ابن السنی در کتاب عمل الیوم واللیلۃ می نویسند حدثنی

احمد بن الحسن حدثنا ابو اسحٰق یعقوب بن خالد بن یزید البالسی حدثنا

عبد العزیز بن عبد الرحمن القرشی عن خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ تعالی

علیه وسلم انه قال ما من عبد بسط کفیه فی دبر کل صلاۃ ثم یقول اللھم

الھی واله ابراھیم واسحٰق ویعقوب واله جبرئیل ومیکائیل واسرافیل

اسألك ان تستجیب دعوتی فانی مضطر وتعصمنی فی دینی فانی مبتلی و

تنالنی برحمتك فانی مذنب وتنفی عن الفقر فانی متمسکن الا کان حقا

علی الله عز وجل ان لا یرد یدیه خائبین والله اعلم

محمد عبد الحی
ابو الحسنات

الجواب صحیح ویؤیده ما رواه ابو بکر بن ابی شیبة فی المصنف عن الاسود

العامری عن ابیه قال صلیت مع رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم

الفجر فلما سلم انصرف ورفع یدیه ودعا الحدیث فثبت بعد الصلاۃ

المفروضة رفع الیدین فی الدعاء عن سید الانبیاء واسوق الاتقیاء صلی الله

تعالی علیه وسلم لما لا یخفی علی العلماء الاذکیاء

سید محمد
نذیر حسین

لطیفہ فقیر غفر له المولی القدیر نے وہابیہ کے اس خیال کے رد و ابطال کو کہ جو کچھ

بخصوص قرون ثلثہ سے منقول نہیں ممنوع ہے مجیب کی پیدا کردہ عبارتیں نقل کیں مگر
لطف یہ ہے کہ خود وہی فتوے جس سے یہاں انھوں نے استناد کیا اس خیال کا ابطال
کو رہا ہے مجیب کی عادت ہے کہ شروع جواب میں هو المصوب لکھتے ہیں یہی لفظ
اس فتوے کی ابتدا میں لکھا ہے کہ سمعت الصحۃ اب حضرات مخالفین ثابت کر دکھائیں
کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یا صحابہ کرام وتابعین عظام علیہم الرضوان
اللہ عز وعلا کو مصوب کہا کرتے ہوں خصوصاً بجائیکہ اسماے الٰہیہ توقیفی ہیں

واذ قد بلغنا الى ذكر التوقيف وقفنا القلم وكان ذلك لليلة
بقيت من اوسط عشرات شعبان المعظم سنة الف ۱۳۰۷ھ
وثلثمائة وسبع من هجرة سيد العالم صلى الله تعالى
عليه وسلم والحمد لله على ما الهم
والصلاة والسلام على المولى
الاعظم واله وصحبه سادات
الامم والله سبحنه وتعالى
اعلم وعلمه
عبده المذنب احمد رضا

فقط

جماعت رضائے مصطفےٰ نے اپنے صرف سے چھاپا اور شائع کیا۔

اس رسالہ میں اس امر کی تحقیق انیق کہ مسجد کی چیزیں فروخت کرنا اور فروخت کرکے اپنے
صرف میں لانا جائز ہیں یا نہیں اور مسجد کی چھت خرید کر اوسپر پاخانہ بنانا جائز ہے یا نہیں۔

از افادات عالیہ

حضور پرنور عالم اہلسنت مجدد دین وملۃ اعلیحضرت عظیم البرکۃ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمےٰ بنام تاریخی

التحقیق الجید فی حقوق المساجد

۱۳۱۵ھ

باہتمام

جناب مولنا مولوی محمد ابراہیم رضا خانصاحب خلف اکبر حضرت اقدس
زیب سجادہ آستانہ عالیہ رضویہ ادام برکاتہم

مطبوعہ مطبع اہلسنت وجماعت بریلی واقع آستانہ عالیہ رضویہ

بار اول یکہزار جلد

قیمت [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ

از ملک بنگال ضلع نواکھالی مقام ہتیا مرسلہ مولوی عباس علی عرف مولوی عبدالسلام صاحب ۲۱ ذالحجۃ الحرام ۱۳۱۵ ہجری؁ رسید

کیا فرماتے ہین علمائے دین و مفتیانِ شرع متین ان مسائل مین

سوال اول

مسجد کی چیزین فروخت کرنا جائز ہوگا یا نہین

الجواب

مسجد کی چیزین یا اوس کے اجزا ہین یا آلات یا اوقاف یا زوائد اجزا یعنی زمین و عمارت قائمہ کی بیع تو کسی حال ممکن نہین مگر جب مسجد معاذ اللہ ویران معطل ہو جائے اور اوسکی آبادی کی کوئی شکل نہ رہے تو ایک روایت مین باذن قاضی شرع حاکم اسلام اوس کا عملہ بیچکر دوسری مسجد مین صرف کر سکتے ہین۔ مواضع ضرورت مین اس روایت پر عمل جائز ہے۔

فی الدر المختار لو خرب ما حولہ واستغنی عنہ یبقی مسجدا عند الامام والثانی ابدا الی قیام الساعۃ و بہ یفتی وعن الثانی ینقل الی مسجد اٰخر باذن القاضی وفی رد المحتار قولہ وعن الثانی الخ جزم بہ فی الاسعاف حیث قال ولو خرب المسجد وما حولہ وتفرق الناس عنہ لا یعود الی ملک الواقف عند ابی یوسف فیباع نقضہ باذن القاضی ویصرف ثمنہ الی بعض المساجد اھ

وفيه ايضاً الشيخ الامام امين الدين بن عبد العال والشيخ الامام احمد بن
يونس الشلبي والشيخ زين بن نجيم والشيخ محمد الوفائي منهم من افتى
بنقل بناء المسجد ومنهم من افتى بنقله ونقل ماله الى مسجد اخر والذي
ينبغي متابعة المشايخ المذكورين في جواز النقل بلا فرق بين مسجد او
حوض كما افتى به الامام ابو شجاع والامام الحلوائي وكفى بهما قدوة
ولا سيما في زماننا فان المسجد اذا لم ينقل ياخذ انقاضه اللصوص
والمتغلبون كما هو مشاهد اه ملتقطاً **قلت** وللعبد الضعيف ههنا
تحقيق شريف حقق فيه بتوفيق الله تعالى ان الرواية النادرة عن
الثاني مفرعة على قوله المفتى به كما افاده في الدرر والدر خلافا
لما فهمه العلامة الشامي رحمه الله تعالى وانه يفتى بها في مواضع
الضرورة كما قرره الشامي ومن سبقه ممن سمى وممن لم يسم وانه يجوز
نقل الساحة ايضا كنقل النقض وهو ما مر من قوله منهم من افتى
بنقله ونقل ماله وان قول الدر ينقل الى مسجد اخر محمول على
ظاهره وان ذكر النقض والمال والبناء في كلام غيره غير قيد وان
حاصل تلك الرواية زوال المسجدية مع بقاء الوقفية فلا يعود
الى ملك الباني او ورثته ويجوز النقل والاستبدال والله تعالى اعلم
بحقائق الاحوال ہان اگر معاذ اللہ مسجد کی کچھ بنا منہدم ہوجائے یا اوس مین ضعف
آجانے کے سبب خود منہدم کرکے از سر نو تجدید عمارت کرین اب جو اینٹون کڑیون
تختون کے ٹکڑے حاجت مسجد سے زائد بچین کہ عمارت مسجد کے کام مین نہ آئین اور دوسرے
وقت حاجت عمارت کے لیے اوٹھا رکھنے مین ضائع ہونے کا خوف ہو تو ان
دو شرطون سے ان کی بیع مین مضائقہ نہین مگر اذن قاضی درکار ہے اور اوس کی

قیمت جو کچھ ہو وہ محفوظ رکھی جائے کہ عمارت ہی کے کام میں آئے فی ش عن ط عن الهندیة مسجد اراد رجل ان ینقضه و یبنیه احکم لیس له ذلك لانه لاولایة له مضمرات الا ان یخاف ان ینهدم ان لم یهدم متار تارخانیه وتاویله ان لم یکن البانی من اهل تلك المحلة واما اهلها فلهم ان یهدموه ویجددوا بناءه ویفرشوا الحصیر ویعلقوا القناد یل لکن من مالهم لامن مال المسجد الا بامر القاضی خلاصه اه وفی العقود الدریة عن البحر عن عمدة الفتاوی لایجوز بیع بناء الوقف قبل هدمه اه و فی الهندیة عن السراجیة لو باعوا غلة المسجد او نقض المسجد بغیر اذن القاضی الاصح انه لایجوز اه وفی الدر صرف الحاکم او المتولی نقضه او ثمنه ان تعذر اعادة علیه الی عمارته ان احتاج والا حفظه لیحتاج الا اذا خاف ضیاعه فیبیعه و یمسك ثمنه لیحتاج **آلات** یعنی مسجد کا اسباب جیسے بوریا مصلی فرش قندیل وہ گھاس کہ گرمی کے لیے جاڑون میں بچھائی جاتی ہے وغیر ذلک اگر سالم قابل انتفاع ہین اور مسجد کو اون کی طرف حاجت ہی تو اون کے بیچنے کی اجازت نہین اور اگر خراب و بیکار ہو گئی یا معاذ اللہ بوجہ ویرانی مسجد اون کی حاجت نہ رہی تو اگر مال مسجد سے ہین تو متولی اور متولی نہو تو اہل محلہ متدین امین باذن قاضی بیچ سکتے ہین اور اگر کسی شخص نے اپنے مال سے مسجد کو دیے تھے تو مذہب مفتی بہ پر اوسکی ملک کیطرف عود کریگی وہ جو چاہے کرے وہ نہ رہا ہو تو اوس کے وارث وہ بھی نہ رہے ہون یا پتا نہو تو اون کا حکم مثل لقطہ ہے کسی فقیر کو دیدین خواہ باذن قاضی کسی مسجد مین صرف کردین —

في الهندية عن الذخيرة رباط كثرت دوابه وعظمت
مؤنتها اهل القيم ان يبيع شيئا منها وينفق ثمنها في علفها
او مرمة الرباط فهذا على وجهين ان بلغ سن البعض
الى حد لا يصلح لما ربطت له فله ذلك وما لا فلا الخ وفي
الخانية جنازة او نعش للمسجد فسد فباعه اهل المسجد قالوا
الاولى ان يكون البيع بامر القاضي والصحيح ان بيعهم
لا يصح بغير امر القاضي اه وفيها بسط من ماله حصيرا
في المسجد فخرب المسجد ووقع الاستغناء عنه فان ذلك
يكون له ان كان حيا ولورثته ان كان ميتا وان بلي ذلك
كان له ان يبيع ويشتري بثمنها حصيرا آخر وكذا لو اشترى
حشيشا او قنديلا للمسجد فوقع الاستغناء عنه وعند ابي
يوسف يباع ويصرف ثمنه الى حوائج المسجد فان استغنى
عنه هذا المسجد يحول الى المسجد الآخر والفتوى على قول محمد
ولو ان اهل المسجد باعوا حشيش المسجد او جنازة او نعشا صار
خلقا ومن فعل ذلك غائب لا يجوز الا باذن القاضي هو الصحيح اه
في الهندية ذكر ابو الليث في نوازله حصر المسجد اذا اصابت
خلقا واستغنى اهل المسجد عنها ان كان الطارح حيا فهو له
وان كان ميتا ولم يدع وارثا ارجو ان لا باس بان يدفع اهل المسجد
الى فقير او ينتفعوا به في شراء حصير آخر للمسجد والمختار
انه لا يجوز لهم ان يفعلوا ذلك بغير امر القاضي كذا في
محيط السرخسي اه في رد المحتار عن البحر الفتوى على قول محمد

فی آلات المسجد وعلیٰ قول ابی یوسف فی تابید المسجد
اوقاف جبکہ عامر وآباد نہون اون کی بیع اصلا جائز نہین مگر بنا چاری
کہ ظالم نے زبردستی اونپر قبضہ کرلیا اور اوس سے رہائی کی سبیل نہین مگر وہ
قیمت دینے پر راضی ہے تو مجبوری ثمن لیکر اون کے عوض اور خریدکر اونکے
قائم مقام کردین یا جبکہ واقف نے اصل وقف مین استبدال شرط کرلیا ہو تو
جائز ہے کہ انھین بیچ کر تبدیل کرلین فی الدر عن الاشباہ لایجوز
استبدال العامر الا فی اربع فی ردالمحتار الاولی لو شرطہ الواقف
الثانیۃ اذا غصبہ غاصب واجری علیہ الماء حتی صار بحرا
فیضمن القیمۃ ویشتری المتولی بھا ارضا بدلا الثالثۃ ان
یجحدہ الغاصب ولا بینۃ ای واراد دفع القیمۃ فللمتولی
اخذ ھا لیشتری بھا بدلا الرابعۃ ان یرغب انسان فیہ ببدل
اکثر غلۃ واحسن صقعا فیجوز علی قول ابی یوسف وعلیہ
الفتوی کما فی فتاوی قاریٔ الھدایۃ قال صاحب النھر فی
کتابہ اجابۃ السائل قول قاریٔ الھدایۃ والعمل علی قول
ابی یوسف لعارض بما قالہ صدر الشریعۃ نحن لا نفتی بہ وقد
شاھدنا فی الاستبدال مالا یعد ولا یحصی فان ظلمۃ القضاۃ
جعلوہ حیلۃ لابطال اوقاف المسلمین وعلی تقدیرہ فقد
قال فی الاسعاف المراد بالقاضی ھو قاضی الجنۃ المفسر بذی
العلم والعمل اھ ولعمری ان ھذا اعز من الکبریت الاحمر و
ما اراہ الا لفظا یذکر فالاحری فیہ السد خوفا من مجاوزۃ
الحد واللہ سائل کل انسان اھ قال العلامۃ البیری بعد نقلہ

وفي فتح القدير الموجب للشرط والضرورة ولا ضرورة في هذا اذ لا تجب الزيادة بل نبقيه كما كان اھ اقول ما قال هذا المحقق هو الحق الصواب اھ كلام البيرى وهذا ما حرره العلامة القنالى اھ ما في رد المحتار مختصرًا ورأيتني كتبت على هامش قوله واجرى عليه الماء حتى صار بحرا ما نصه **اقول** على هذا المبيق عامرا وفيه الكلام والصدرة الرابعة سيأتي ان التحرير عدم جواز الاستبدال فيها فلم يبق الا صورتان بل لك ان تقول الثالثة ايضا خراب معنى وان لم يكن صورة فلك ان تقول ان العامر لا يستبدل الا بالشرط كما هو قضية ما حقق المحقق في الفتح حيث حصره في الشرط او ضرورة خروجه من الانتفاع به وان شئت اوضحت فقلت ان الوقف مهما امكن الانتفاع به لم يجز استبداله الا بالشرط. پھر بحالت شرط استبدال بھی اس تبدیل کا جواز چند شرطے شروط اولاً یہ تبدیل کرنے والا خود واقف ہو یا وہ جس کی تبدیل اوسنے شرط کی ہو مثلاً اپنے لیے تبدیل شرط کی تو متولی وغیرہ کسیکو اختیار نہیں اور دوسرے کے لیے شرط کی تو واقف کو اختیار ہے ثانیاً جتنی بار شرط کی اوس سے زائد نہو مثلاً کہا کہ مجھے تبدیل کا اختیار ہے تو ایک ہی بار بدل سکتا ہے اور اگر کہا جسقدر بار چاہوں تبدیل کروں تو ہمیشہ مختار ہے ثالثاً تبدیل عقار یعنی جائداد غیر منقولہ سے ہو نہ روپیہ اشرفی سے رابعاً عقار میں تخصیص کردی ہے تو اوسکے خلاف کا اختیار نہیں مثلاً زمین سے بدلنا شرط کیا تو مکان سے تبدیل نہیں کرسکتا اور مکان کی شرط کی تو زمین

تبدیل کا اختیار نہین رکھتا یعنی فلان شہر یا گاؤن کی زمین یا فلان محلے کے مکان
یا فلان بازار کی دوکان کی تخصیص کی تو معتبر رہیگی خامساً تبدیل مکان
بمکان مین وہ مکان اسی محلہ کا ہو یا اس سے بہتر کا یونہین دوکان مین بازار
وہی ہو یا اوس سے بہتر سادساً بیع مین غبن فاحش نہو سابعاً ایسے
کے ہاتھہ بیع نکرے جس کیلیے اس کی شہادت بوجہ تہمت رعایت مقبول
نہو جیسے باپ بیٹا **اقول** خلاصہ یہ کہ مخالفت شرط وبظنہ مخالفت نفع وقف
سے بچے سب شرائط انھین دو کلمون مین آگئے اما الاول والرابع
ففی الاولی ولیس استبداله بنفسه اذا شرطه لغیره کما من
باب الخلاف لما صرح به فی الخانیة اخر فصل الشرط فی
الوقف ان الواقف هو الذی شرط لذلک الرجل وما شرط
لغیره فهو مشروط لنفسه اھ واما البواقی ففی الاخری فان
النقل اسرع هلاکا من العقار فالاستبدال به نزول الی
الاخس وفیه مخالفة النفع والسابع مظنتها ان جو وقف ویران
وخراب ہو جائے تو قاضی الشرع حاکم اسلام عالم عادل متدین خدا ترس کو بلا
شرط واقف بلکہ باوصف منع واقف بھی اوسے بیچکر دوسری جائداد اوسی
غرض کے لیے اوس کے قائم مقام کر دینے کی اجازت ہے بچند شروط
ہیاد شرطین تو یہی کہ اوپر گذرین یعنی اول وثانی ورابع کے سوا اور پانچوین شرط
جو ابھی بیان کی کہ قاضی قاضی بہشت ہو نہ قاضی جہنم سادساً وقف کا کچھ
غلہ کرایہ وغیرہ ایسا نہو جس سے اوس کی آبادی ہوسکے سابعاً ویرانی کامل مطلق
ہو کہ اصلاً قابل انتفاع نہ رہے جس غرض کیلیے وقف کیا کچھ کام نہ دے یا آمدنی
اس قدر ناقص وناکافی ہو کہ اوس کے خرچ کو بھی غیر وافی ہو هذا ما لخصنا

بتوفيق الله تعالى من كلمات العلماء ويتذكر كلامهم ليتيسر المشكل
جليلة المآل قال في رد المحتار اعلم ان الاستبدال على ثلثة
وجوه الاول ان يشرطه الواقف لنفسه او لغيره او لنفسه وغيره
فالاستبدال فيه جائز على الصحيح والثاني ان لا يشرطه سواء
شرط عدمه او سكت لكن صار بحيث لا ينتفع به بالكلية بان
لا يحصل منه شيئ اصلا او لا يفي بمؤنته فهو ايضا جائز على
الاصح اذا كان باذن القاضي ورأيه المصلحة فيه والثالث ان
لا يشرطه ايضا ولكن فيه نفع في الجملة وبدله خير منه
ريعا ونفعا وهذا لا يجوز استبداله على الاصح المختار كذا
حرره العلامة قنالي زاده وهو ماخوذ من الفتح اه ثم قال
وفي البحر المعتمد انه بلا شرط يجوز للقاضي بشرط ان يخرج عن
الانتفاع بالكلية وان لا يكون هناك ريع للوقف يعمر به و
ان لا يكون البيع بغبن فاحش وشرط في الاسعاف ان يكون
المستبدل قاضي الجنة المفسر بذي العلم والعمل ويجب ان
يزاد في زماننا ان يستبدل بعقار لا بدراهم ودنانير فانا
قد شاهدنا النظار يأكلونها وافاد في البحر زيادة شرط
سادس ان لا يبيعه ممن لا تقبل شهادته له ولا ممن له عليه
دين حيث قال باع من رجل له على المستبدل دين وباعه الوقف
بالدين ينبغي ان لا يجوز على قول ابي يوسف وهلال لانهما لا
يجوزان البيع بالعروض فالدين اولى اه وذكر عن القنية ما يفيد
شرطا سابعا حيث قال مبادلة دار الوقف بدار اخرى انما يجوز اذا

کانتا فی محلة واحدة او محلة الاخری خیرا و بالعکس لا یجوز وان کانت المملوکة اکثر مساحة وقیمة واجرة لاحتمال خرابها فی ادون المحلتین اھ وزاد قنالی زادہ ثامنا وھو ان یکون البدل والمبدل من جنس واحد لما فی الخانیة لو شرط لنفسه استبدالها بدارلم یکن له استبدالها بارض وبالعکس او بارض البصرة تقیید اھ فھذا فیما شرطه لنفسه فکذا یکون شرطا فیما لم یشرطه بالاولی تامل ثم قال والظاھر عدم اشتراط اتحاد الجنس فی الموقوفة للاستغلال لان المنظور فیھا کثرة الریع وقلة المرمة والمؤنة اھ ولا یخفی ان ھذہ الشروط فیما لم یشرط الواقف استبداله لنفسه او غیرہ فلو شرطه لا یلزم خروجه عن الانتفاع ولا مباشرة القاضی له ولا عدم ریع یعمر به کما لا یخفی فاغتنم ھذا التحریر اھ کلام الشامی ملخصا ورأیتنی کتبت علی ھامشه عند ذکرہ الشرط الثامن وھو اتحاد جنس البدلین ما نصه **اقول** الذی یظھر للعبد الضعیف انه غیر شرط الا لاتباع الشرط حتی لو شرط الاستبدال واطلق لم یتقید بالجنس کما یفیدہ کلام الاسعاف فاذن لا یکون ھذا مشروطا فی التبدیل بلا شرط ثم راجعت الخانیة فوجدت کلامھا انص علی ما فھمت ولله الحمد حیث قال رضی الله تعالی عنه لو قال ارضی صدقة موقوفة ان استبدلھا بارض اخری لم یکن له ان یستبدلھا بدار لانه لا یملک تغییر الشرط ولو قال ان لی ان استبدلھا بدار لم یکن له ان یستبدلھا

بارض ولو شرط الاستبدال ولم یذکر ارضاً ولا دارا فباع الارض الاولی
کان له ان یستبدل لها بجنس العقارات ما شاء من دار او ارض لاطلاق
اللفظ اھ مختصرا فهذا بحمد الله نص صریح جلی فیما فهمتنا وما کتبت
علیه غیر تین ولله الحمد ان هذا الثامن لامساغ له فی استبدال
القاضی بلا شرط فلذا اسقطته من شروطه وابدلته فی شروط
الاستبدال المشروط بما رأیت فی الشرط الرابع واسقطت من
السابع فی الاول وهو الرابع فی الثانی عدم البیع بالدین لعلی بان
الثالث مغن عنه وزدت فی سابع الثانی ان لا یفی ریعه بمؤنته
اخذا مما ذکر فی رد المحتار وقد نص علیه فی الاسعاف والخانیة
وعنهما فی البحر نفسه وزدت فی الاول الشرطین الاولین لما فی الخانیة
والاسعاف والبحر واللفظ له لو شرط الاستبدال لنفسه ثم اوصی
به الی وصیه لا یملک وصیه الاستبدال ولو وکل وکیلا فی حیاته
صح ولو شرطه لکل متولی صح وملکه کل متولی ولو شرط الاستبدال
لرجل آخر مع نفسه ملک الواقف الاستبدال وحده ولا یملکه
فلان وحده اھ مختصرا وفی الدر وغیره جاز شرط الاستبدال
به ثم لا یستبدل لها ثالثة لانه حکم ثبت بالشرط والشرط
وجد فی الاولی لا الثانیة اھ قال الشامی قال فی الفتح الا ان
یذکر عبارة تفید له ذلک دائما اھ فاغتنم هذا التحریر والحمد
لله العلی الکبیر یہ حکم ہر عقار موقوف کا ہے جیسے زمین مکان دکان
اسیطرح اشجار موقوفہ اگر پھل دار ہوں تو جب تک ہرے بھرے ہیں
کاٹنا بیچنا ناجائز اور گر پڑنے یا سوکھ جانے کے بعد روا ہے کہ اگر یونہی بیچ کر

مصارف وقف مین صرف کرین یہان تک کہ اگر کوئی پھل کا درخت نصف خشک ہوگیا اور نصف قابل انتفاع ہے تو وہی نصف خشک کی بیع جسکا جز باقی ہی ممنوع متولی اگر سبز کو کاٹے بیچے گا خائن ہے تولیت سے خارج کیا جاسے گا ہان وہ پیڑ کہ پھل نہین رکھتے بلکہ وقف کا انتفاع اون سے یوہین ہے کہ اونھین بیچکر دام کیے جائین اون کے سبز و خشک ہر طرح کی بیع جائز ہے فی العقود الدریۃ عن البحر الرائق عن عمدۃ الفتاوی لایجوز بیع الاشجار الموقوفۃ المثمرۃ قبل قلعها بخلاف غیر المثمرۃ وفی الفتح سئل ابو القاسم الصفار عن شجرۃ وقف یبس بعضها وبقی بعضها فقال ما یبس فسبیله منها سبیل غلتها وما بقی فمتروک علی حالها اھ وفی العقود عن البحر عن الظهیریۃ لیس له ان یبیع الشجرۃ ویعمر الدار الخ وفیها سئل فی ناظر رشت قطع اشجار بستان الوقف البانعۃ الغیر الشابۃ ولا الیابسۃ وباعها بلا وجه شرعی فهل اذا ثبت ذلک علیه بالوجه الشرعی یستحق العزل **الجواب** نعم وافتی الشیخ اسمٰعیل بمثل ذلک اھ

نہ وہ اٹھ جیسے درختون کے پھل زمین کا غلہ وغیرہ جنسے غرض ہی یہ ہوتی ہے کہ اونھین بیچکر مصارف مسجد و اغراض معینۂ واقف مین صرف کرین ان کی بیع مین کوئی کلام نہین مگر یہ بیع متولی کرے یا باذن قاضی شرع ہو کما قدمناہ عن الهندیۃ عن السراجیۃ ہان یہان جہان ان مسائل مین اذن قاضی کی شرط مذکور ہوئی اگر قاضی شرع نہو جیسے ان بلاد مین تو بضرورت مسلمانان دیندار موثق معتمد اسکو اپنے اوپر اوٹھا سکتے ہین اور اللہ حساب لینے والا ہے اور وہ مصلح و مفسد کو خوب جانتا ہے فی الخانیۃ من فصل المقابر والرباطات قد ذکر ان الصحیح

من الجواب ان بیعھم بغیر امر القاضی لا یصح الا ان یکون فی
موضع لا قاضی هناک اسیطرح وہ تمام اشیاء جو متولی بطور خود
مسجد کے مال سے آمدنی مسجد بڑھانے کو خریدے اون کی بیع کا بشرط مصلحت وہ
ہر وقت اختیار رکھتا ہے اگرچہ وہ دکان و مکانات و دیہات ہی ہوں کیونکہ
خریداری اگرچہ بنظر مصلحت جائز ہوتی ہے مگر اسکے باعث وہ چیزیں وقف
مسجد نہو گئیں کہ اون کی بیع ناجائز ہو فی الخانیۃ باب الرجل یجعل دارہ
مسجدا المتولی اذا اشتری من غلۃ المسجد حانوتا او دارا ای
مستغلا آخر جاز لان ھذا من مصالح المسجد فان اراد المتولی
ان یبیع ما اشتری و باع اختلفوا فیہ قال بعضھم لا یجوز
ھذا البیع لان ھذا صار من اوقاف المسجد وقال بعضھم یجوز
ھذا البیع وھو الصحیح لان المشتری لم یذکر شیئا من شرائط
الوقف فلا یکون ما اشتری من جملۃ اوقاف المسجد اھ
وفی منحۃ الخالق و رد المحتار عن الفتح اعلم ان عدم جواز بیعہ
الا اذا تعذر الانتفاع بہ انما ھو فیما ورد علیہ وقف الواقف
اما فیما اشتراہ المتولی من مستغلات الوقف فانہ یجوز
بیعہ بلا ھذا الشرط وھذا لان فی صیرورتہ وقفا خلافا
والمختار انہ لا یکون وقفا فللقیم ان یبیعہ متی شاء لمصلحۃ
عرضت اھ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم

سوال دوم

مسجد کی چھت خرید کر پیخانہ وغیرہ بنانا جائز ہوگا یا نہین۔ بینوا توجروا

الجواب

بیع سقف کا حکم مسئلہ اجزا سے واضح ہوگا کہ مسجد جب تک آباد اور اوس کی چھت قائم ہے بیع حرام اور اگر شہید ہوجائے یا بوجہ بوسیدگی اودھیڑین تو جو کچھ عملہ تجدید مین لگ جائے پھر اوس ہین لگا دینا واجب اور جو کچھ بچے کہ اوس مین صرف نہ ہوسکتا ہو یا پہلے کڑیون کی چھت تھی اب اوس سے محکم و مضبوط تر پاٹ کی بنائی تو جو کچھ کڑی تختہ وغیرہ بچا اگر عمارت مسجد کے لیے محفوظ رکھ سکین تو محفوظ رکھنا لازم اور اگر رکھنے مین اندیشۂ ہلاک ہو تو بیع کی اجازت جب بیع جائز ہوگی اوسی وقت خریدنے کی اجازت ہوسکتی ہے ورنہ نہین پھر جب خریدے تو یہ مالک ہوگیا جو چاہے کرے مگر کسی ناپاک یا تحقیر کی جگہ جیسے پاخانہ کی بنا مین نہ لگائے کہ مسجد کی اشیا محترم تھین اون کی حرمت کا لحاظ ضرور ہے یہان تک کہ علما فرماتے ہین مسجد کی گھاس کوڑا بھی جھاڑ کر ایسی جگہ نہ پھینکین جس مین اوس کی تعظیم کا خلاف ہو اور سقف وغیرہ کہ شبیہہ بالاجزا ہین تعظیم و احترام احق و اولیٰ ہین فی الدر المختار

قبیل باب المیاہ و یجوز رمی براتیۃ القلم الجدید ولا ترمی براتیۃ القلم المستعمل لاحترامہ کحشیش المسجد

و کناستہ لا یلقی فی موضع یخل بالتعظیم واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم ؎

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمد ن المصطفےٰ النبی الامی صلی اللہ

فہرست بعض کتب موجودہ مطبع اہلسنت وجماعت بریلی

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
فتاویٰ رضویہ جلد اوّل - اس کتاب مین ہزارہا مسائل اس تحقیق سے بیان ہوئے کہ اسکے غیر مین کہین نہ ملینگے اس جلد مین ۲۸۱ فتوی اور ۲۸ رسائل ہین - جلد سے جلد طلب کیجیے ورنہ طویل طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا - یہ جلد کتاب الطہارۃ سے باب التیمم تک ہے -	صر	للعہ
فتاویٰ رضویہ جلد دوم - یہ جلد مسح علی الخفین سے باب الاذان تک ہے اس جلد مین ۳۰۰ فتوے اور ۷ رسائل ہین -	سے	یگر
فتاویٰ امام غزی تمرتاشی صاحب تنویر الابصار متن درمختار مذہب حنفی کے نایاب فتاوی زبان (عربی) -	پھر	۱۲ر
فتاویٰ افریقہ اعلیٰحضرت مجدد دین وملت کے ۱۱۱ فتاوے کا مجموعہ -	۱۰ر	۸ر

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
احکام شریعت حصہ اول اعلیٰحضرت قبلہ کے ۸۰ نفیس فتاوی کا مجموعہ	۸ر	۵/
احکام شریعت - حصہ دوم اعلیٰحضرت قبلہ کے نہایت نفیس ضروری ۱۱۰ فتاوی کا مجموعہ مع ملفوظات جدید الطبع -	۸ر	۵/
الخطبات الرضویہ اعلیٰحضرت قبلہ قدس سرہ کے خطب اثنا عیدین وجمعہ وخطب نکاح کا مجموعہ	۲ر	۲/
عقائد اسلام - بچون کے پڑھنے کے لیے سلیس عقائد سلیس اردو مین -	۱۰ر	۱/
برکات مارہرہ وہمان ہدایات دلچسپ مکالمہ مابین حضرت مولانا سید شاہ محمد میان صاحب ومولوی حبیب الرحمن صاحب بدایونی متعلق حالات دائرہ -	۱۰ر	ار
حدائق بخشش حصہ اول	۰	۵/

جملہ کتب ملنے کا پتہ دفتر جماعت رضاے مصطفےٰ شہر بریلی

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
اعز الاکتناہ فی رد صدقۃ مانع الزکوۃ یہ رسالہ جدید طبع ہوا ہے اس مین اس امر کا ثبوت ہے کہ جو صاحب نصاب ہو اور زکوۃ ادا نکرے اور صدقات دے تو اوسکی خیرات و صدقات مقبول نہین تاوقتیکہ وہ زکوۃ ادا نہ کرے۔	ار	ار
حدائق بخشش حصہ دوم۔		۶ر
الکوکبۃ الشہابیہ اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کا کامل رد اور اوسکے کفریات کا شمار۔	۴ر	۳ر
احسن الوعاء لآداب الدعاء دعا کے طریقے اوقات و مواقع اجابت و اعمال قضاے حاجات	۶ر	۵
کفل الفقیہ الفاہم۔ نوٹ کے متعلق جملہ مسائل کہ جائز طور پر خاطر خواہ نفع حاصل کرو۔ نیز گنگوہی		

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
اور لکھنوی فتووں کا رد	۹ر	۸ر
الہادی الحاجب غائب کی نماز جنازہ کی ممانعت۔		۱۰ر
الدولۃ المکیہ۔ علم غیب کا عظیم ثبوت مع الفیوضات الملکیہ۔	عہ ر	۱۲ر
سبحٰن السبوح مسئلہ امتناع کذب مین اعلیٰ تحقیقات اسی مسئلہ مین بعض اور رسائل وغیرہ شامل ہین	۸ر	۷ر
چابک لیث بر اہل حدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری اور آریہ کا رد۔	۱۰ر	۸ر
تجلی الیقین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل المرسلین ہونے کا نفیس ثبوت اور فضائل نبوی مین آیات و احادیث کا مجموعہ واعظون اور میلاد خوانون کے لیے اعلیٰ ذخیرہ۔	۵ر	۴ر